تبصرہ

معراج کی سواری

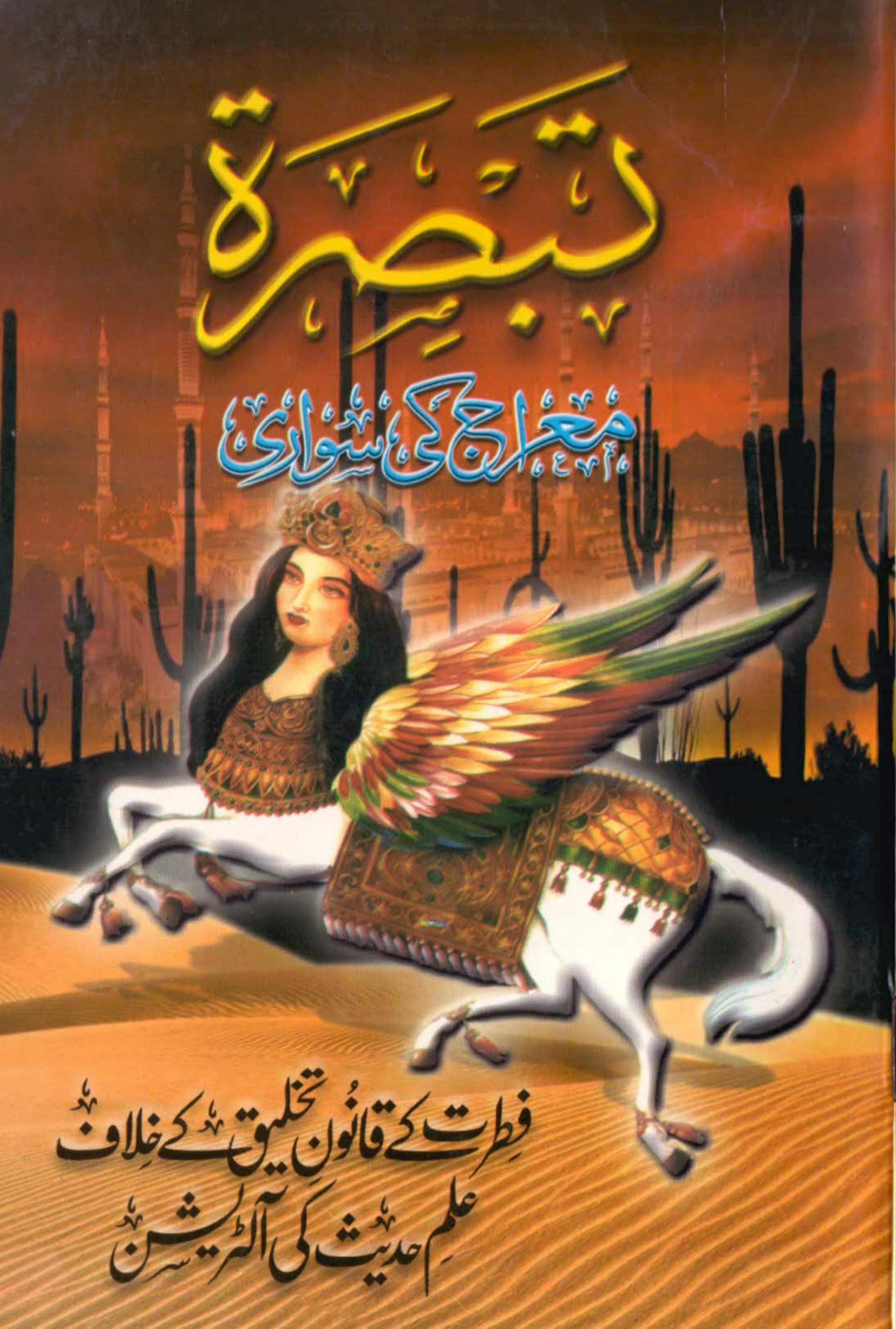

فطرت کے قانونِ تخلیق کے خلاف
علمِ حدیث کی آلٹریشن

خیبر کے یہودیوں سے سلوک کے بارے میں قرآنی شواہد

هوالذی اخرج الذین کفروا من اهل الکتاب من دیارهم لاول الحشر
(۵۹-۲)

اللہ وہ ذات ہے جس نے نیکالی دے دی اہل کتاب (یہود) کو اِن کے گھروں سے (جنگ کے لیے تمہاری) پہلی ہی تیاری کے موقعہ پر۔

* * *

ولولا ان کتب اللّٰہ علیهم الجلاء لعذ بهم فی الدنیا ولهم فی الآخره
عذاب النار (۳-۵۹)

اگر اللہ ان کی جلاوطنی کا فیصلہ نہ فرماتے تو دنیا میں ہی انہیں عذاب جنگ دیتے اور آخرت میں تو ان کے لیے آگ کا عذاب ہے ہی۔ (یعنی ان کے ساتھ لڑائی کی نوبت آئی ہی نہیں ہے)

* * *

وما افاء اللّٰہ علی رسوله منهم فما او جفتم علیه من خیل ولا رکاب ولکن
اللّٰہ یسلط رسله علی من یشاء واللّٰہ علی کل شئ قدیر (۷-۵۹)

اور جو مال اسباب (دشمن کی جلاوطنی سے) اللہ نے اپنے رسول کو دلایا اس کے لیے تم نے کوئی لشکر کشی نہیں کی یہ تو اللہ کے قوانین مشیت ہیں جو وہ اپنے رسولوں کو مسلط کرتا ہے جن پر بھی چاہے وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

* * *

اللہ عز و جل علیم و خبیر ہونے کے ناطے یہ جانتے تھے کہ خاتم الانبیاء کے لائے ہوئے انقلاب کے دشمن لوگ، میرے رسول کے خلاف ان گنت جھوٹی حدیثیں بنا کر اسی کے نام منسوب کریں گے کہ انہوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ جنگ لڑی اور لڑائی میں ایک یہودی سردار قتل ہوا اور اسکی شادی ابھی نئی نئی ہوئی تھی تو اس کی بیوہ دلہن صفیہ کے ساتھ خیبر فتح ہوتے ہی رسول نے شادی کر لی تو ان احادیث کا اللہ نے قرآن میں رد بھی کر دیا کہ خیبر کی جنگ لگی ہی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود مسلم امت والے خلاف قرآن حدیثوں پر باور کیے ہوئے ہیں نیز اس فرضی جنگ کا ہیرو بھی علی کو بنائے ہوئے ہیں۔ جس کے لیے بھی کئی ایسی احادیث بنائی ہوئی ہیں۔

تبصرة و ذکریٰ لکل عبد منیب (۸-۵۰)

یہ بصیرت اور نصیحت (کی سرگذشت) ہے ہر اس عبد کیلئے جس کی دل میں انابت ہو

تبصرہ

ازقلم عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی
ڈاکخانہ خیر محمد بوہیو، براستہ نوشہرو فیروز سندھ

قیمت: 40 روپیہ

فہرست

صفحہ
☆ انتساب 03
☆ مقدمہ 04
☆ فلسفہ آل 13
☆ امامت 14
☆ اہلِ بیت 18
☆ وصی 21
☆ ولایت 38
☆ آل رسول کے ثبوت کی حیلہ جوئی 43
☆ رسول اللہ پر شرکیہ نعرے دینے کا الزام 48
☆ تیری کس ادا پر داد دیں 51

انتساب

یہ کتاب میں جناب ازہر عباس صاحب کے نام سے منسوب کرتا ہوں۔

جناب ازہر عباس صاحب شیعہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں، ان کی پیدائش ہندوستان کے شہر پانی پت میں ۱۹۳۵ء میں ہوئی، یہ خاندان برصغیر کے بٹوارہ کے وقت پاکستان ہجرت کر کے آیا اور پنجاب کے شہر چنیوٹ میں آ کر بسا، شہر چنیوٹ میں عشرہ محرم ذوالجناح کے جلوسوں کی سرکاری پرمنٹ ازہر عباس صاحب کے والد اور خاندان کے دیگر ناموں پر جاری ہوتی تھی اور اب تک جاری ہوتی ہے، ازہر عباس صاحب مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے اور پنجاب گورنمنٹ میں ڈپٹی سیکریٹری کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ لی۔ ازہر عباص صاحب کی طرف کتاب کی نسبت کی وجہ یہ ہے کہ انہوں حکم خداوندی کہ **یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالله ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله** ...(۱۳۶-۴) یعنی اللہ کا فرمان امت مسلمہ کے موروثی مؤمن لوگوں کو کہ تم موروثی مؤمن ہونے کو کافی نہ سمجھو تمہیں شعوری مؤمن بننے کا حکم دیا جاتا ہے، اللہ کے ہاں کسی کا موروثی مؤمن بننا نجات کیلئے کافی نہیں ہے، تو ازہر عباس نے اس حکم ربی کو لبیک کہا اور قرآن کیطرف چلے آئے، ویسے تو جناب ازہر عباس صاحب پہلے پہل اہلِ سنت کہلانے والے زیدی شیعوں کے مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر میں پڑھنے گئے، جہاں درسِ نظامی کی سند بھی حاصل کی لیکن علامہ پرویز صاحب کی تحریریں ملنے اور پڑھنے کے بعد فکر قرآن کی طرف آ گئے، نہ صرف فکر قرآن کو اپنایا بلکہ قرآن پر قرآن فہمی پر خود بھی بہت سارا تحریری مواد دیا ہے اور دے رہے ہیں، اللہ ان کو عمر دراز اور صحت کاملہ عطا کرے اب ان کی بصیرت سے میری علمی مشکلاتیں حل ہوتی ہیں اور شکر ہے کہ چنیوٹ سے لاہور پھر لاہور سے اب کراچی آ گئے ہیں جو مجھے ان سے استفادہ کی سہولتیں میسر ہوتی ہیں۔

جناب ازہر عباس صاحب، علامہ پرویز صاحب کی شاگردی میں رہے ہیں، اور اب میں جناب ازہر عباس صاحب کا شاگرد ہوں، اس طرح سے میں علامہ پرویز علیہ الرحمہ کے شاگرد کا شاگرد ہوا فالحمد للہ علی ذالک۔

عزیز اللہ بوہیو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آپ کا خط ملا.... تبصرہ حاضر ہے

جناب محترم صاحبزادہ انوار الحق وفا صاحب آپ کا گرامی نامہ موصول ہو چکا ہے۔ آپ نے اپنے خط میں جو فرمائش کی ہے کہ شیعہ عالم علامہ طالب جوہری کی کتاب ''میزان ہدات اور قرآن'' پر میں تبصرہ لکھوں، جناب اس طرح کی قلمی کاوش اور موضوع میرے علمی ذوق کے خلاف ہے، ویسے دین اسلام پر قابض امامی مذاہب پر جدا جدا مثبت طور پر لکھنا تو مجھے آسان لگتا ہے، لیکن لاؤ سوال لو جواب کا طریقہ کار، یہ میرے مزاج کے خلاف ہے، لیکن کیا کروں آپ کا میری طرف قرض بھی ہے کہ میں آپ کی منعقدہ قرآن کنونشن میں شرکت کے لئے فیصل آباد حاضر نہیں ہو سکا تھا، اس کے بعد اگر یہ حکم بھی آپ کا نہ مانوں تو خبر نہیں کہ میری دوسری انحرافی کے کیا معنی لئے جائیں!

سو بادل ناخواستہ تعمیل ارشاد حاضر ہے۔ جناب محترم صاحبزادہ انوار الحق وفا صاحب آپ مجھ سے عمر میں بھی چھوٹے ہیں، دوسرا یہ کہ میں بے تکلفی کو بہت پسند کرتا ہوں، اس لئے معاف کرنا میں آپ کا اتنا لمبا نام مع القاب بار بار نہیں دہرا سکوں گا، لیکن میری بے تکلفی سے کبھی بھی یہ مفہوم نہ لیا جائے کہ میرے دل میں آپ کے لئے ادب واحترام میں کوئی کمی ہے۔

تو عزیزم انوار صاحب! کل ہی کا تو دن ہے جو آپ اور میں فکر قرآن کی طرف آنے سے پہلے، فاضل درس نظامی ہونے کے باوجود ہم دونوں حنفی مارکہ شیعہ تھے، اور صرف آپ اور میں ہی

کیوں؟ جو بھی فرد یا گروہ، ملکی، قومی، کائناتی نظام کیلئے معاشیات، سماجیات واخلاقیات کا مأخذ قرآن کے بدلہ میں اہل فارس کی شکست خوردہ یزدجر شاہی کی دانشور ٹیم کے اسکالر جو حدیث سازی اور فقہ سازی پر خود کو امام مشہور کئے ہوئے ہیں اور قرآن کے خلاف اپنی گھڑی ہوئی روایات کو انہوں نے احادیث رسول کا نام دے کر گئی سارے فرقے اماموں کے ناموں سے مشہور کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب بنیادی اور مرکزی لحاظ سے سارے کے سارے پہلے شیعہ ہیں چہاردہ امامی، دوازدہ امامی، شش امامی، چہار امامی، یک امامی، جدا جدا ناموں کے ساتھ مشہور ہیں۔ انوار بھائی ان سب فرقوں کا فضول قسم کی باتوں میں تو آپ اختلاف دیکھیں گے، لیکن یہ سب آپس میں بناوٹی طور پر جدا ہونے کے باوجود قرآن دشمنی میں متحد ہیں، قرآن نے والارض وضعها للانام (۵۵-۱۰) اور سواء للسائلین (۴۱-۱۰) کے حکم سے جاگیرداری پر بندش عائد کی ہے اس کے مقابلہ میں فارس کے حدیث سازوں نے اپنی روایات میں اسے جائز قرار دیا ہے قرآن نے نابالغ بچوں کی شادیوں، نکاحوں، منگنیوں پر بندش لاگو کی بحکم حتی اذا بلغوا النکاح (۴-۶) تو قرآن کے اس نہایت ترقی پسندانہ حکم کے رد میں ان حدیث سازوں نے خود رسول اللہ ﷺ اور جناب علیؑ کی نابالغ بچیوں سے شادیوں کے جھوٹے قصے اپنی حدیثوں میں لکھ دیئے ہیں۔

قرآن نے انسانوں کو غلام بنانے پر بندش کا حکم جاری فرمایا کہ ما کان لنبی ان یکون له اسری (۸-۶۷) تو اس کے مقابلہ اور رد میں اس حدیث سازی پر امام کہلانے والوں نے خود رسول اللہ ﷺ پر گھر میں لونڈیاں رکھنے کی حدیثیں بنائیں، پھر خانہ رسول میں رہتے ہوئے ان لونڈیوں کیلئے زنا سے بچے جننے کی حدیثیں بھی بنائیں، حوالہ کیلئے کتاب ''مسلم باب حد الزنا'' (حصہ دوم) پڑھی جائے اور خود جناب علیؓ کے نام کی بھی جھوٹی حدیث بنائی کہ انہوں نے بھی مالِ غنیمت کی ایک لڑکی سے جماع کیا جسے ان حدیث سازوں نے بغیر نکاح کے جائز بنایا ہوا ہے۔

جناب انوارالحق صاحب، یہ حدیثیں اہل سنت نامی فرقوں کے بخاری اور مسلم میں لکھی ہوئی ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ آپ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی احمد بن حنبل کو کیا سمجھے ہوئے ہیں، جناب عالی یہ چاروں امام زیدی شیعہ تھے، اور لفظ سنت کا نام تو اصل میں قرآن کا نام ہے، انہوں نے وہاں سے چوری کر کے اپنی بنائی ہوئی حدیثوں کو سنت کے نام سے مشہور کر دیا ہے، جنہیں یہ لوگ اقوال رسول مشہور کیئے ہوئے ہیں، اور آپ کو معلوم ہوگا کہ شیعہ عالِم علامہ تیجانی سماوی کی کتاب جواب بھی مارکیٹ میں اردو زبان میں موجود ہے کہ ''شیعہ ہی اہلِ سنت ہیں'' جس کا مطلب یہ ہوا کہ سنی اور شیعہ ایک ہی سکہ کے دورخ ہیں، اس لئے کہ دونوں کا مرکزی رہنما علم، قرآن دشمن حدیثیں ہیں اور یہ حدیثوں پر چلنے والے سارے لوگ شیعہ ہیں، پھر یہ اور بات ہے کہ وہ کن کن اماموں کے نام سے منسلک ہیں۔

انوار! آپ کے حکم کے بعد میں نے علامہ طالب جوہری کی کتاب خریدی اور اس کی یکم محرم سے نومحرم تک کی تقریریں پڑھیں، میں نے برابر یہی اندازہ لگایا ہے کہ جوہری صاحب قرآن کی دانست اور فہم رکھنے والے ضرور ہیں، لیکن بڑے دکھ اور افسوس سے عرض کر رہا ہوں کہ علامہ جوہری نے یکم محرم سے نومحرم تک کی تقریروں میں روزانہ سورۃ بنی اسرائیل کی دو آیتیں ۱۱۰ اور ۱۱۱ تلاوت فرماتے رہے ہیں، آیتوں کا ترجمہ بھی بیان فرمایا ہے اور جبکہ آیت نمبر ۱۱۱ میں ہے کہ ولم یکن لہ ولی من الذل و کبرۃ تکبیرا یعنی اللہ کوئی کمزور نہیں ہے جو اسے کسی کو ولی بنانے کی ضرورت پڑے، اس لئے اللہ کیلئے بیٹا رکھنے یا اپنی حاکمیت میں کسی کو شریک بنانے یا کسی کو اپنا ولی بنانے جیسے گھٹیے قسم کے نظریات سے بچتے ہوئے اللہ کیلئے بڑائی والے نظریات اور افکار کو اپنائیں! تو اس آیت کو روزانہ اپنی تقریر کے شروع میں پڑھنے اور معنی سنانے کے بعد بھی علامہ جوہری صاحب نے حوالہ دیا ہے، سورۃ زخرف اور سورۃ النجم کے ذیل میں اس جعلی حدیث کا کہ رسول اللہ ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے ہیں تو دورانِ سفر معراج، رسول اللہ ﷺ کو وحی آئی کہ ''آپ کے سامنے جو یہ ایک لاکھ تیئیس ہزار نو سو نانوے نبی کھڑے ہیں ان سے پوچھو کہ وہ شرائط کیا تھیں جن پر تمہیں نبوت ملی''، تو وہ جواب میں بتاتے ہیں کہ ''ایک شرط اللہ کی ربوبیت کو ماننے کی تھی، دوسری آپ کی رسالت ماننے کی تھی، اور تیسری شرط آپ کے بھائی علی کی ولایت کا اقرار کرنے کی شرط تھی''۔

جناب معزز قارئین! عجیب ماجرا ہے کہ علامہ جوہری صاحب عشرہ محرم کی نوعدد تقاریر کے شروع میں روزانہ باترجمہ قرآن بھی سناتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کوئی اتنا کمزور یا گیا گذرا ہوا نہیں ہے جو اسے کسی ولی کی ضرورت پڑے، محتاجی ہو، یا کوئی غرض ہو، تو اتنی واضح آیات کے بعد بھی علامہ صاحب ایسی حدیث سناتے ہیں جو اس ہر روز پڑھی جانے والی آیت کو بھی جھٹلا رہی ہو، اب اس قرآن مخالف حدیث سے سارے علم حدیث کے سبجیکٹ کا اندازہ خود لگائیں، ویسے علم حدیث کے سبجیکٹ پر سندھی اور اردو میں میری پانچ چھ کتابیں چھپی ہوئی ہیں، جن سے ہر پڑھنے والا خود اندازہ لگا سکے گا کہ یہ اقوالِ رسول ہیں یا دشمنانِ اسلام و رسول کے گھڑے ہوئے اہلِ فارس کے جھوٹ ہیں۔ عزیزم انوار صاحب آپ کو غازی علم دین کے مقدمہ اور راجپال کی شائع کردہ بدنامِ زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' کی تفاصیل شاید معلوم ہوں، غازی علم دین نے جو راجپال کو قتل کیا تو راجپال کا جرم صرف پریس کے مالک ہونے کے ناطے پبلشر اور پرنٹر ہونے کی وجہ سے تھا۔ جب غازی علم دین کی رہائی کا مقدمہ محمد علی جناح صاحب کو دیا گیا جو انہوں نے پچیس ہزار روپے پر بطور فیس کے لڑنا قبول کیا تھا، جناح صاحب نے جب کتاب ''رنگیلا رسول'' پڑھی تو مقدمہ دینے والوں سے سوال کیا کہ اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ سے منسوب جن حدیثوں کے حوالے دیئے گئے ہیں کیا واقعی ایسی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں؟ تو پیروی کرنے والوں نے کہا کہ ہاں حدیثیں تو ہیں، اس پر جناح صاحب نے کہا کہ اگر آپ ان حدیثوں سے دستبردار ہونگے تو میں غازی علم دین کو چھڑا سکوں گا، ورنہ تو یہ سزا سے نہیں بچ سکے گا، اس پر غازی کے پرستاروں نے حدیثوں سے دستبردار ہونے سے انکار کیا اور مقدمہ چلا، پھر غازی علم دین کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

انوار! آپ کو شاید یہ بھی یاد ہو کہ ان دنوں بادشاہی مسجد لاہور کے پیش امام نے غازی علم دین کو پھانسی دیئے جانے کے بعد کورٹ کو درخواست دی کہ آپ نے علم دین کو تو پھانسی پر لٹکا دیا،

اب بھلا اس کتاب ''رنگیلا رسول'' کو تو بحق سرکار ضبط کیا جائے، تو جج نے جواب میں مولانا صاحب کو کہا کہ جب اس کتاب میں مندرجہ روایات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں تو اس ایک کتاب پر بندش سے کیا فرق پڑے گا؟ پھر شاہی مسجد کے خطیب عالم دین نے جج کو کہا کہ امت مسلمہ کے عالم دین کی حیثیت سے میں لکھ کر دیتا ہوں کہ اس کتاب میں لائی ہوئی احادیث سب غلط اور جھوٹی ہیں، اسلئے اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔ اس کے بعد جج صاحب نے اس کتاب کی ضبطی کا حکم تو جاری کیا، لیکن اس کے بعد خطیب شاہی مسجد لاہور جنہوں نے ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے بڑی جرأت اور غیرت کا یہ مظاہرہ کیا تھا پہلے تو اسے شاہی مسجد کی امامت کی نوکری سے اسے ہٹا دیا گیا اور بعد میں انہیں کسی نے قتل کر دیا۔

کتاب انسائیکلوپیڈیا آف پاکستان میں جو لکھا ہے کہ امتیاز علی تاج کو ۱۹۷۰ء میں اسے کسی نامعلوم شخص نے قتل کر دیا تھا، وہ اردو ڈراموں کے شیکسپیئر کے طور پر مشہور تھا۔

اس رائٹر کے بارے میں بعض اہلِ مطالعہ کا خیال ہے کہ اس بدنام زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' کا مصنف جو مشہور کیا ہوا ہے کہ سوامی شردھانند تھا، یہ غلط ہے، اصل اور مخفی مصنف امتیاز علی تاج تھا اور اس کے قتل کا پس منظر بھی اس کی یہ تصنیف تھی جسے قاتل شخص نے بھانپ لیا تھا اور امتیاز علی تاج کا تعلق اثناء عشری مسلک سے تھا اور حساس اہلِ مطالعہ نے لکھا ہے کہ کتاب ''رنگیلا رسول'' کا مواد یعنی احادیث کی کتابوں سے ان کا اختراج اور نشاندہی برطانیہ کی انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کی جنگل کی حویلی کے نام سے مشہور ادارے کی کارستانی ہے، اور سوامی شردھانند شدھی سنگھٹن تحریک سے وابستہ ہونے کے حوالہ سے ہندو مسلم اتحاد کا بھی پرچارک تھا، اگر یہ بات تسلیم کی جائے کہ اس بدنام زمانہ کتاب کا مصنف سوامی شردھانند تھا تو پھر غازی علم دین نے اسے کیوں نہیں مارا؟ اکیلے پبلشر کو کیوں مارا؟ بڑا مجرم تو مصنف بھی ہے۔

انوار! اس بدنامِ زمانہ کتاب کی روایات کی تصحیح کرنے والا عالم دین علامہ تاج ورنجیب آبادی فاضل دیوبند اور پروفیسر دیال سنگھ کالج لاہور بتایا جاتا ہے، اس لئے یہ ہوسکتا ہے کہ کتاب کا نام بتائے بغیر اس سے صرف اس میں نقل کردہ روایات کی ان کے مأخذ والی کتابوں سے ٹیلی کرنے اور صحت نقل کی تصحیح کرائی گئی ہو، جو کہ ہر عالم کر سکتا ہے، جس طرح کہ غازی علم دین کی رہائی کا مقدمہ لڑنے والوں سے جناح صاحب نے سوال کیا کہ یہ احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں؟ جواب میں کہا کہ ہاں بالکل موجود ہیں، میں عزیز اللہ کتاب کے مصنف کے لئے سوامی شردھانند پنڈت چمپوتی اور امتیاز علی تاج ان کے سب ناموں کو قبول نہیں کر سکتا، اس لئے کہ کتاب کے نام میں جو تبرا کی معنویت ہے اس کا متحمل ہونا کوئی آسان مسئلہ نہیں ہے، یہ کام صرف برسرِ اقتدار عالم نصرانیت کی جنگل والی حویلی ہی کرا سکتی ہے، جس کی بانی حکومت برطانیہ تھی اور ان کو برصغیر میں مذہب کے نام پر ہندو مسلم فسادات کرا کر نفرتوں کے بیج سے بٹوارہ بھی کرانا تھا۔

انوار! مسلم امت نے جب سے اپنے واحد علمی مرکز قرآن کے ساتھ اسے مأخذ بنانے میں اس کے ساتھ شرک کیا ہے اور نام نہاد دیگر تین مأخذوں حدیث، اجماع اور قیاس کو بھی شرک بالقرآن کے طور پر اصول دین میں سے انہیں شمار کیا ہے، اس وقت سے لے کر امتِ مسلمہ کی کشتی ڈوبی ہوئی ہے۔ انوار! سلمان رشدی نے جو ناول بنام ''شیطانی آیتیں'' لکھی تو اس نے گویا اس کتاب کی مأخذ روایات اور احادیث کو شیطانی علامات قرار دیدیا جو روایات بخاری اور مسلم میں موجود ہیں، اب رشدی کا جرم تو یہ نظر آتا ہے کہ اس نے ان حدیثوں کو شیطانی آیتوں کا نام کیوں دیا، اگر بات ایسی نہیں ہے اور رشدی کا جرم ایسی احادیث کو کوڈ کرنا اور مأخذ تسلیم کرنا ہے تو پھر یہ جرم تو پوری امت مسلمہ کے مذہبی مدارس ہر روز کر رہے ہیں، فرق صرف یہ نظر آتا ہے کہ مذہبی مدارس احادیث کو رحمانی آیتیں تسلیم کر کے پڑھتے پڑھاتے ہیں، ساتھ ساتھ ایسی حدیثوں کے مأخذ بخاری اور مسلم کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے القاب بھی دیئے ہوئے ہیں اور ان کے مقابلہ میں سلمان رشدی ایسی احادیث کو شیطانی آیات قرار دیتا ہے، اب جو مشہور صورتحال ہے وہ یہ کہ رشدی نے اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، تو جناب! بتایا جائے کہ گستاخی والی احادیث کو جو لوگ رحمانی آیات کے طور پر اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری و مسلم

کے ناموں سے روزانہ انکاورد کرر ہے ہیں، ان کو رشدی والے جرم کا مجرم کیوں قرار نہیں دیا جارہا ہے، اس صغری کبری اور حد اوسط کی جدول بتارہی ہے اور ثابت کررہی ہے کہ رشدی کا جرم گستاخی کرنا نہیں ہے کیونکہ اس کے ماٰخذ کی احادیث، تو علماء کرام کو جس نصاب تعلیم بنام درسِ نظامی کے نام سے ایم اے کے برابر ڈگری دی جاتی ہے، یہ والی حدیثیں اور ان کی کتابیں تو اس نصاب میں شامل اور داخل ہیں۔ اس لئے ان کے پڑھنے اور پڑھانے والے رشدی والی روایات کو تو ہر روز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

ان پر بین لاگو کرنے کی بات عاشق رسول امام خمینی نے بھی نہیں کی، جو احتجاج اس کو کرنا بھی ضروری تھا، رشدی کی کتاب کا پہلا مخالف تو امام خمینی ہے جس نے اعلان کیا تھا کہ میں رشدی کو قتل کرنے کے لئے اپنے بندے لندن روانہ کررہا ہوں، اور وہ اگر تہران سے یا قم سے پیدل بھی لندن کے لئے روانہ ہوئے ہوتے تو کبھی سے لندن پہنچے ہوئے ہوتے، لیکن ایسے اعلان کو عشق رسول کا کونسا درجہ دیں؟ میں امام خمینی کو علم حدیث کا بڑے سے بڑا عالم تسلیم کرتا ہوں، کیونکہ یہ علم تو آیا ہی ان کے ہاں سے ہے، سنا تھا کہ پاکستان کے مشہور شیعہ دشمن عالم دین اور شیخ الحدیث اور ضیاء الحق کے دور میں سواد اعظم اہل سنت پاکستان کے صدر اور میرے استاد اور مدرسہ جامعہ فاروقیہ کے بانی مہتمم مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے مدرسہ کو ایران کے ایک اعلیٰ عہدہ دار اور امام خمینی کے انقلاب کے رکن رکین نے وزٹ کیا اور ان کی بالخصوص علم حدیث کی خدمات سے متاثر ہو کر پاکستان کے شیعہ مسلک والوں کو ہدایت کی ہے کہ یہ ادارہ دین کی بڑی خدمت کررہا ہے، کوئی بھی شیعہ ان کی مخالفت میں کچھ بھی نہ کرے۔

انوار! کیا آپ اب تک نہیں سمجھے کہ رشدی کا جرم کیا تھا؟ وہ تو صاف صاف نظر آرہا ہے کہ اس کا جرم ایسی احادیث کو شیطانی آیات کا نام دینا ہے۔ میں بات کو دہرا کر عرض کرتا ہوں کہ اگر رشدی کا جرم گستاخیِ رسول ہے تو یہ گستاخیِ رسول کی احادیث کی ماٰخذ کتابوں پر بندش کیوں لاگو نہیں کی جاتی، ان کے پڑھنے پڑھانے والوں کو ایم اے کے برابر ڈگری کیوں دی جاتی ہے۔

انوار مجھے بھی یہ ڈگری اور سند ملی ہوئی ہے جو میں نے چولہے میں جلائی ہوئی ہے، انوار میں نے کبھی بھی گورنمنٹ کو اس ڈگری کے حوالہ سے نوکری کیلئے درخواست نہیں دی کہ مجھے اسلامیات کا لیکچرار مقرر کیا جائے یا اسکول میں عربی ٹیچر کی کوئی نوکری دی جائے یا کسی اوقاف کی مسجد میں نماز پڑھانے کی نوکری دی جائے، جبکہ میں اپنی مالی حالت کے حوالہ سے نوکریوں کی تلاش میں بھی رہا ہوں، انوار! میں تغاری اٹھانے کی مزدوری کی ہے، میں نے فیکٹریوں میں حمالی اور جھاڑو دینے کی بھی نوکری کی ہے لیکن فاضل درسِ نظامی کی ڈگری کا سہارا کہیں بھی نہیں لیا، ہاں ایک بار مصر کی جامعہ ازہر یونیورسٹی میں کسی کورس میں داخلہ کے لئے اس ڈگری کی شرط اشتہار میں لکھی ہوئی تھی ان دنوں تک میں نے اپنی سند جلائی نہیں تھی اور صرف وہاں اسے شو کیا تھا۔

انوار! ان احادیث کے حوالوں سے بدنام زمانہ کتابوں ''رنگیلا رسول'' اور ''شیطانی آیات'' میں جو شرمناک تعارف رسول اکرم ﷺ کی شان کے خلاف کیا گیا ہے، اس سے اغیار کے سامنے ہماری گردنیں شرم کے مارے جھکی ہوئی ہیں، انوار! آپ نے ہالی وڈ کے مشہور اداکار انتھونی کوئن کی فلم ''دی میسیج'' دیکھی ہوگی، اس میں جب جناب رسول اکرم ﷺ شہر مکہ میں بحیثیت فاتح کے داخل ہوتے ہیں تو ان کے استقبال کیلئے وہاں کے غلام اور عورتیں خوشیاں مناتے ہیں، جشن فتح پر خوشیوں سے استقبال کرتے ہیں، یہ دونوں پسی ہوئی کلاس عورتیں اور غلام جھومتے ناچتے ہیں، انوار! یہ رسول اللہ کا تعارف ان مظلوم غلاموں اور عورتوں کو قرآن نے کرایا تھا کہ ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم (۷-۱۵۷) یعنی ''میرا محمد، ان غلامی کی چکی میں پسے جانے والے انسانوں سے ان کے بوجھ اتارے گا اور ان کی گردنوں میں پڑی ہوئی غلامی کی زنجیروں اور طوقوں کو توڑے گا''۔

انوار زمانہ جاہلیت میں بھی عورتوں پر مظالم ڈہائے جاتے تھے اور وہ بھی غلامی کی چکیوں میں پیسی جاتی تھیں، ان کو بھی حضور کی فتح پر خوشی ہوئی کہ یہ محمد ﷺ کائنات کے لئے جو فلسفۂ مساوات اور حریت لایا ہے اس میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس

واحدة کا اعلان لایا ہے کہ عورت آدم کی بائیں پسلی سے پیدا ہونے کے بجاء، خلق منہا زوجہا (۱/۴) کے اعلان سے مرد اور عورت کی برابری کا اعلان شریعت محمدی میں کیا گیا ہے۔ میں ہالی وڈ کے ان فلم سازوں کو سلام کرتا ہوں جنہوں نے بجائے اس کے کہ جو بخاری اور مسلم کی رسول اللہ کے گھر میں نیکوں کے ساتھ لچے لفنگے لوگوں کے آنے جانے کی جو حدیثیں بھی بنائی ہیں۔ (بخاری باب۸۰۳ حدیث نمبر ۱۹۰۰ کتاب التفسیر) تو ہالی وڈ والوں نے ان کے کرائے ہوئے تعارف رسول کی جگہ، اس تعارف کو فلمایا ہے جو قرآن نے بتایا ہے۔ کاش جو خمینی صاحب رشدی کے ساتھ ایسی روایات والے علم پر بندش کی بھی بات کرتے۔

جناب صاجزادہ انوار الحق صاحب آپ ہم کالے رنگ والوں کا دیس چھوڑ کر گورے رنگ والوں کی طرف چلے گئے ہیں پھر بھی آپ کا تخلص وفا ہے آپ کے ہاں خبر نہیں کیا ماحول ہے۔ بہر حال اس لئے بھی آپ کے حکم کی تعمیل میں قلم اٹھایا ہے کہ کہیں پرائے دیس میں ہمارا ساتھی کلہانہ مارا جاوے۔

فقط والسلام

عزیز اللہ بوہیو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علٰی من لانبی بعدہ

فلسفہ آل

مذہب شیعت کی ساری فلاسفی مندرجہ ذیل قرآن مخالف خود ساختہ منصبی اصطلاحوں کے گرد گھومتی ہے، وہ یہ ہیں (۱) آل محمد (۲) امامت (۳) اہل بیت (۴) وصی، ولایت۔ حجت۔

میں نے ان اصطلاحوں کو خود ساختہ اور قرآن مخالف کہا ہے وہ اس لئے کہ قرآن حکیم نے فرمایا ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شیءٍ علیما (۴۰-۳۳) یعنی محمد تمام نوع انسان کے کسی بھی نرینہ فرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے (اس لئے بھی کہ لوگ آگے آل محمد کے نام سے کیا کیا تو نظریہ نبوت کی مشن علم وحی کو آگے چلنے سے روکنے کے لئے ایجاد کرینگے جس کے ساتھ وہ ختم نبوت کو توڑینگے)، میں آل محمد کی اصطلاح کے غلط اور جعلی اور خلافِ قرآن ہونے کے لئے قرآن حکیم سے ایک اور بھی دلیل عرض کروں کہ رب ذوالجلال کا حکم ہے کہ ادعوھم لآبائھم ھوا قسط عند اللہ (۵-۳۳) یعنی ہر ایک کو ان کے باپوں کے نام سے پکارا کرو یہی عدل وانصاف والی بات ہے اللہ کے ہاں۔

لفظ ''آل'' قرآن حکیم میں جن جن نسبتوں سے استعمال کیا گیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں: آل فرعون، آل موسیٰ، آل ہارون، آل ابراہیم، آل عمران، آل یعقوب، آل لوط، آل داوٗد اب ان کے علاوہ کسی کے لئے بھی آل کی نسبت کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں ہے، اگر بقول ان لوگوں کے جو نمازوں کے اندر خلافِ قرآن آل محمد والا درود پڑھتے ہیں جس سے ان کی نمازوں

کے غیر قرآنی ہونے کا ثبوت ملتا ہے اگر یہ لفظ آل کی نسبت رسول اللہ کے نام کی طرف درست ہے تو پھر قرآن حکیم نے اس کا ذکر کیوں نہیں فرمایا!!!؟ ذکر فرمانا تو کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قرآن نے تو وضاحت سے اعلان کردیا کہ **ما کان محمد ابا احدمن رجالکم**(۳۳-۴۰)اب یہ خلاف قرآن درود پڑھنے والے جانیں کہ ان کی قرآن مخالف نمازوں کا کیا ہوگا۔

امامت

لفظ امام مفرد کے صیغہ کے ساتھ قرآن حکیم میں کل سات بار استعمال ہوا ہے پہلی بار فرمایا گیا ہے کہ **فانتقمنا منهم وانهما لبامام مبين** (۱۵-۷۹)یعنی ہم نے ان سے انتقام چکادیا اور یہ دونوں (قوم لوط اور قوم مدین کی جاء وقوع) عام اور معروف ہاء وے پر واقع ہیں۔ یہاں امام سڑک کو کہا گیا ہے، دوسرا استعمال لفظ امام کا سورت یاسین میں اس طرح آیا ہے کہ **انا نحن نحي الموتى ونكتب ماقدموا وآثارهم وكل شيء احصيناه في امام مبين** (۳۶-۱۲)یعنی ہم مردہ قوموں کو حیات بخشتے ہیں تو ان کی ماضی اور مستقبل کی تاریخ لکھتے ہیں اور ان کے (اگلے پچھلے) سارے کردار، ان کی فائل میں منضبط کردیتے ہیں، یعنی اعمالنامہ کی کتاب میں، تیسری بار لفظ امام جناب ابراہیم علیہ السلام کو بطور عہدہ اور لقب کے دیا گیا ہے کہ **انی جاعلک للناس اماما** (۲-۱۲۴)چوتھی بار لفظ امام کا استعمال ہوا ہے کہ **ومن قبله كتاب موسى اماما ورحمة** (۱۱-۱۷)یعنی (قرآن کی حقانیت کے ثبوت اور شہادت کیلئے غور کرو) اس سے پہلے جو کتاب، موسیٰ کو پیشوائی کیلئے اور رحمۃ بنا کردی گئی تھی (جس طرح موسیٰ نے اپنے پیشوا کتاب سے فتوحات اور شادابیاں حاصل کی تھیں اسی طرح یہ قرآن بھی تمہارا کتاب موسیٰ کی طرح کا امام ہے، یہ بھی تمہیں خوشحالیوں کے اعلیٰ مقام پر پہنچائے گا)۔

پانچویں بار لفظ امام کا استعمال ہوا ہے کہ **والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذياتنا قره اعين وجعلنا للمتقين اماما** (۲۵-۷۴) میں یہاں پوری آیت کا ترجمہ نہیں کررہا صرف آخری جملۂ کا مفہوم عرض کررہا ہوں کہ: اے میرے اللہ ہم سب مؤمنوں کو صاحب تقوی ساتھیوں کا امام بنادے مطلب کہ اس آیت میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ ہر کوئی امام بننے کی مجھ سے دعا طلب کرے۔

چھٹی بار لفظ امام کے استعمال میں پھر دوبارہ جناب موسی علیہ السلام کی کتاب کو ہی امام کہا گیا ہے کہ **ومن قبله كتاب موسى اماما ورحمة**(۴۶-۱۲)ساتویں بار جو استعمال ہوا ہے اس میں فرمایا گیا ہے کہ **يوم ندعوا كل اناس بامامهم**(۱۷-۷۱)یعنی روز قیامت جب ہم بلائینگے جملہ لوگوں کو ان کو دیئے ہوئے نامۂ اعمال والی کتاب سمیت، جناب قارئین! اسی آیت کا اگلا حصہ ہے کہ **فمن اوتى كتابه بيمينه فاولائك يقرئون كتابهم ولا يظلمون فتيلا** (۱۷-۷۱)دیکھا کہ قرآن حکیم نے اپنی تفسیر آپ سمجھادی، کہ اس آیت میں امام سے مراد کتاب نامہ اعمال والی ہے مطلب کہ اللہ نے پورے قرآن میں اپنے رسول محمد علیہ السلام کو امام نہیں کہا اس لئے کہ سازشی لوگ کہیں امامت کے عہدہ کو جعلی آل کی میراث نہ بنائیں، جواب وہ بنا بھی بیٹھے ہیں۔ میرے سامنے علامہ طالب جوہری صاحب کی عشرہ محرم کے دنوں کی مجالس کی تقاریر کا مجموعہ ہے جس کا نام ''میزان ہدایت اور قرآن'' تجویز کیا ہوا ہے، یہ محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ شاہ نجف مارٹن روڈ کراچی والوں کی شائع کردہ ہے، اس کے صفحہ نمبر ۱۰۹ پر علامہ صاحب نے کچھ معموں کے انداز میں قرآن حکیم میں آئے ہوئے لفظ کل کے مفہوم کیطرف حاضرین کو متوجہ کرنا چاہا ہے جو مفہوم انہوں نے پوری طرح کھولا نہیں ہے، ویسے میں نے کئی عمارات پر لوہے کی چادر یا ٹین کی چادر کی کٹنگ پر لفظ ''کل'' بڑی لمبی لکڑی کے اوپر علم اور جھنڈوں پر نصب شدہ دیکھا ہے، اور میں سوچتا ہی رہ گیا ہوں، لیکن اس سے نصب کرنے والوں کا مقصد میں سمجھ نہیں پایا علامہ جوہری صاحب نے صفحہ ۱۰۹ پر کل لفظ والی چھ عدد آیات کے چھ ٹکڑے اپنی تقریر میں تلاوت فرمائے ہیں، ہر ایک، **كل في فلك يسبحون**(انبیاء۳۳) **كل نفس ذائقة الموت**

(۳/۱۸۵)**ویوم نبعث من کل امة شهیدا** (۱۶/۸۴)**کل شی هالک الاوجهه** (۸۸-۲۸) جناب قارئین علامہ جوہری صاحب نے ان چار آیتوں کے ترجمے تو کئے ہیں لیکن اگلی دو آیتوں کے ترجمہ نہیں کئے، صرف ان کی تلاوت بغیر ترجمہ کے فرما کر اخیر میں فرمایا ہے کہ ”اللہ جہاں کل کہ دے وہاں کل“، وہ دو آیتیں یہ ہیں: **وکل شیء احصیناہ فی امام مبین** (۳۶/۱۲) اور **یوم ندعوا کل اناس بامامهم** (۱۷-۷۱)، اصل بات معمہ کی لفظ ”کل“ میں کیا ہے؟ المعنی فی بطن الشاعر کے مقولہ پر بات کو ہم بھی چھوڑ رہے ہیں لیکن چھ میں سے آخری دو آیتوں کا ترجمہ اگر علامہ صاحب فرماتے تو بہت ہی اچھا ہوتا، اور بجائے ترجمہ کے یہ فرمانا کہ اللہ جہاں کل کہدے وہاں کل، اس معمہ سے دال میں کالا تو کیا پوری دال کالی ہو سکتی ہے اور ترجمہ نہ کرنا یہ بھی ایک اعتراف ہے کہ یہ لوگ امامت علی کیلئے یا جملہ بارہ کیلئے، قرآن سے دلیل اور ثبوت لانے میں قاصر ہیں، قرآن ان کے معموں کا ساتھ نہیں دے رہا۔ ویسے کسی حد تک میں علامہ جوہری صاحب کا ان دو آیتوں کا ترجمہ نہ کرنے میں بھی ان کی دیانت داری سے تعبیر کرتا کہ وہ بجائے ترجمہ کو اپنے ڈھب ہر کرنے سے معمہ پر اکتفا کر کے چپ ہی رہے، ورنہ سندھ کے مشہور پیر غلام مجدد سرہندی علیہ ماعلیہ سنی اور وہابی ناموں کے جھگڑوں اور مناظروں میں بڑے مشہور تھے اور نور بشر کے مناظرے اس کا خصوصی موضوع ہوتا تھا، تو ایک دن اس نے قرآن کی آیت **انما انا بشر مثلکم** کو دو منہ والی بلا سے تشبیہ دے کر کہا کہ اس آیت نے ہمیں پھنسا دیا ہے جو یہ آیت نبی کو نور منوانے میں بڑی رکاوٹ ہے، کاش جو پیر سرہندی صاحب زندہ ہوتے اور علامہ طالب جوہری کی یہ کتاب میزان ہدات اور قرآن پڑھ کر دیکھتے، جس میں علامہ صاحب نے کس طرح تو اس آیت **انما انا بشر مثلکم** کا ترجمہ کیا ہے جو یہ ہے کہ ”جیسا میں بشر ویسا کوئی بشر نہیں“، علامہ جوہری کا یہ ترجمہ اس کی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۲ پر پڑھ کر پھر سوچتے ہیں کہ پیر غلام مجدد سرہندی نے ترجمہ میں ہیر پھیر کرنے کی جرأت نہیں کی، لیکن آیت کو دو منہ والا سانپ کہنے کی گستاخی کی، لیکن ترجمہ غلط نہیں کیا، اور علامہ جوہری صاحب فرماتے ہیں کہ آج فیصلہ ہو جائے، میرے بھی کان پک گئے سنتے سنتے کہ محمد الرسول اللہ بشر تھے نبی بنا دیا۔ کہتے ہیں کہ بشر تھے، عبداللہ اور آمنہ کی نسل سے تھے، ان سے پیدا ہوئے بشر تھے نبی بنا دیا (ص ۱۲۲)۔ علامہ جوہری صاحب نے بھی اپنی استدلال کیلئے ایک قرآن مخالف جھوٹی حدیث کا سہارا لیا ہے، لیکن اس سے پہلے علامہ صاحب نے اپنے سامعین کو ایک مغلوطہ میں پھنسانے کی حیلہ جوئی کی ہے کہ اللہ نے فرمایا: **انی خالق بشرا من طین** (سورہ ص، آیت ۱۷۱) (یعنی) میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں اور وہ ہوگا آدم، تو آدم بنے ہیں پہلے بشر اور میرے نبی نے کہا: **کنت نبیا و آدم بین الماء والطین** (یعنی) میں اس وقت نبی تھا کہ ابھی آدم بنے نہیں تھے۔ جب آدم بنیں گے تو بشر آئے گا۔ محمد رسول اللہ بشر کے آنے سے پہلے نبی تھے۔ تو یہ نہ کہنا کہ اللہ نے بشر کو نبی بنا دیا، نہیں نبی کو بشر بنا دیا (کتاب میزان ہدایت اور قرآن، ص ۱۳۳)۔ میں نے عرض کیا کہ علامہ جوہری صاحب نے بشریت رسول کی خبریں سن سن کر اپنے کان پکنے کے درد کو ختم کرنے کے لئے ایک قرآن مخالف جھوٹی حدیث کا سہارا لیا ہے، وہ بھی ایسا جو پیر سرہندی کی کیا مجال! حدیث مذکور اس حوالہ سے قرآن مخالف ہونے کی وجہ سے جھوٹی ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول سے خطاب میں فرمایا کہ: **وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نوراً نهدی به من نشاء من عبادنا** (۵۲-۴۲) یعنی اس طرح اے رسول، ہم نے تیری طرف عالم امر سے قرآن کو نازل فرمایا، جو اس سے پہلے آپ جانتے بھی نہیں تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے؟ اب کوئی سنائے کہ اگر علامہ جوہری کی لائی ہوئی حدیث کے مطابق ابوالبشر آدم کے بننے سے پہلے تخلیق آدم سے پہلے رسول اللہ نبی ہوتے تو پھر تو وہ ضرور نبوت کے مقام پر فائز ہونے کے ناطے ایمان اور قران کو سمجھتے ہوتے، لیکن اللہ تو اسے مکی زندگی میں نبوت دینے کے وقت سے پہلے دنوں کی بات اپنے رسول سے فرما رہے ہیں کہ آپ کو جو نبوت کی وجہ سے کتاب ملی ہے اس سے قبل کتاب اور ایمان کے متعلق آپ بے خبر تھے، علامہ جوہری صاحب جو حدیث لائے ہیں اس کے متعلق وہ بھی جانتے ہونگے کہ یہ روایت آیت

(۴۲-۵۲) کے خلاف ہے، لیکن کیا کیا جائے جو علامہ صاحب کے مذہب کے بانیوں کا حکم ہے کہ ہماری بنائی ہوئی احادیث کو ہر قیمت پر قرآن کے اوپر حاکم بنائے رکھو! ورنہ یزدجر شاہی کا دوبارہ قیام مشکل ہو جائے گا، قرآن تو آیا ہی بادشاہوں کے تاج اچھالنے کے لئے ہے، اس لئے تو علامہ طالب جوہری صاحب نے اس آیت (۴۲-۵۲) کو اپنی کتاب میزان ہدایت اور قرآن کے صفحہ ۶۲ پر تین بار تکرار سے لانے کے باوجود آیت کے جملہ ''ما کنت تدری'' کا ترجمہ کھا گئے ہیں، ہضم کر گئے ہیں، ترجمہ اس جملہ کو چھوڑ کر اگلے جملہ ما الکتاب والایمان سے شروع کیا ہے، عجب ہے کہ قرآن کی کسی آیت کو تو پیر سرہندی نے دومنہ والے سانپ سے تشبیہ دی، لیکن اپنے مؤقف کی مخالفت آیت کا ترجمہ کرنے سے علامہ جوہری صاحب بھی کترا گئے ہیں۔

اہلِ بیت

عقیدہ شیعت کی اس اہم اور اساسی اصطلاح کو سمجھنے کے لئے میں یہاں پہلے علامہ طالب جوہری صاحب کی کتاب میزان ہدایت اور قرآن کے صفحہ نمبر ۱۲۴ کے حوالہ سے ابن کثیر اور حاکم کی مستدرک کی حدیث نقل کرتا ہوں، اس کے بعد چلیں گے قرآن کی طرف اہلِ بیت کی معنیٰ معلوم کرنے، تو آیئے پہلے تقیہ کی چادروں میں لپٹے ہوئے اہلِ سنت کے نام سے زیدی شعیوں کے بڑے ناموں ابن کثیر اور حاکم کی روایت کی طرف، حضرت ام سلمہؓ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ میرے حجرے میں آئے اور آنے کے بعد چادر اٹھائی اور اپنی اولاد کو اس چادر میں جمع کیا، علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے حجرے کے دروازے کی چوکھٹ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں میں نے دیکھا کہ آسمان سے نور کی بارش ہو رہی ہے، اور چادر میں کچھ ہوا، اور میرے نبی نے کہا **اللھم ھؤلاء اھل بیتی** مالک یہ ہیں میرے اہلِ بیت، میں اٹھی اور میں نے چاہا کہ میں بھی چادر میں داخل ہو جاؤں، میں نے کہا: یارسول اللہ اجازت ہے کہ میں چادر میں آ جاؤں؟ کہا! نہیں بی بی تم اپنی جگہ پر بیٹھو اس لئے کہ یہ اہلِ بیت کا مقام ہے، میں نے کہا: یارسول اللہ میں اہلِ بیت میں نہیں ہوں؟ فرمایا: نہیں، فرق تو یہی ہے، تم زوجہ ہو یہ اہلِ بیت ہیں (ماَخوذ از کتاب میزان ہدایت اور قرآن، ص ۱۲۴)۔ جناب قارئین! علامہ جوہری نے تقیہ والوں کی حدیث سے ثابت کیا کہ زوجہ اہلِ بیت میں سے نہیں ہے، آئیں یہ مسئلہ قرآن سے معلوم کریں۔ سورت ھود میں آیت نمبر ۶۹ سے لے کر ۷۶ آیت تک اللہ کے ان قاصدوں کا ذکر ہے جو جناب ابرہیم علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور اپنے آنے کا مدعیٰ کہ قوم لوط کو عذاب چکھانے کے لئے ہمیں بھیجا گیا ہے اور آپ کی خدمت میں آپ کو آپ کے بیٹے اسحاق اور اس کو یعقوب بیٹا ملنے کی خوشخبری دینے آئے ہیں بیان کی۔ اس پر جناب ابرہیم علیہ السلام کی زوجہ جو گھر میں موجود تھیں انہوں نے تعجب کے طور استفہامی سوال کیا کہ **أالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب**، یعنی کیا میں اس بڑھاپے میں بچہ جن سکوں گی!!! اور یہ میرے شوہر بھی بڑھاپے کی عمر میں ہیں، تو قاصدوں نے جواب میں کہا کہ **أتعجبین من امر اللہ رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید** (۱۱-۷۳) یعنی اللہ کے قانون پر تجھے تعجب کیوں ہو رہا ہے (اے) اہلِ بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں یہ اس کی رحمتیں اور برکتیں ہی تو پتہ دے رہی ہیں کہ وہ وہ کتنی حمد وستائیش والا اور مرتبہ والا ہے۔

دیکھا جناب قارئین! جناب ابراہیم علیہ السلام شوہر اور اس کی زوجہ سے اللہ کے فرستادہ قاصدوں کی بات چیت ہو رہی ہے جسے لسان وحی نے نقل کرتے ہوئے، زوجہ کو، شوہر کی اہلِ بیت میں سے ثابت کیا ہے، جہاں تک ابن کثیر اور حاکم اور ان کے فارسی استادوں کی بنائی ہوئی اوپر کی حدیث میں آپ نے دیکھا وہ خلاف قرآن، خلاف لسان وحی کے رسول اللہ پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ اپنی زوجہ کو فرماتے ہیں کہ آپ میرے اہلِ بیت میں سے نہیں ہیں، آپ صرف زوجہ ہیں۔ عجب بات ہے کہ دادا ابراہیم کیلئے تو اللہ قرآن میں یہ فرمائے کہ وہاں گھر میں اس کے ساتھ

اس کی جو زوجہ کھڑی تھیں انہیں شوہر سے ملا کر رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت قرار دے دے، لیکن پرشن اسپیکنگ حدیث ساز امام، قرآن کی اصطلاحوں کا رد جناب محمد رسول اللہ کی طرف منسوب کر کے انہیں بھی اپنی قرآن مخالف صفوں میں دکھا رہے ہیں، اب کوئی بتائے کہ قرآن سے بڑھ کر اور کون فیصلہ کر سکتا ہے؟ قرآن حکیم تو اس اہلِ فارس کی ایجاد کردہ اصطلاح اہلِ بیت کے رد کیلئے دادا ابراہیم کے مثال سے بھی آگے بڑھ کر خود محمد رسول اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیمات کی ازواج مطہرات کو اہلِ بیت میں سے ہونے کے لئے بھی کھول کھول کر سمجھاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں، **یا نساء النبیّ لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلاتخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض وقلن قولا معروفاہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی واقمن الصلوۃ وآتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراہ** (۳۲-۳۳)، یعنی اے نبی کی گھر والیو! تم عام قسم کی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر غیر قانونی اور ممنوع امور سے بچنے کی بات سمجھنی چاہتی ہو تو یاد رکھو! تم انقلابی گھرانے کی عورتیں ہو، تمہیں جب اغیار سے امور ریاست اور ڈیوٹیوں کے حوالہ سے (۳۳،۳۳) مسائل نمٹانے کی ضرورت پڑے تو اپنی گفتگو میں ایسی لچک نہ دکھاؤ جو کوئی بد باطن غلط آس لگا بیٹھے، تم صرف قانون کی حدود تک بات چیت کو محدود رکھو، اس سے پہلے آیت نمبر ۲۸ سے جو موضوع ازواج نبی کی تعلیم و تربیت کا **یا ایھا النبی قل لازواجک** سے شروع ہوا تھا وہی اس آیت نمبر ۳۳ میں بھی چل رہا ہے فرماں ہے کہ) تم قرآنی تعلیمات کی روشنی میں نہایت متانت اور معززانہ طور پر اپنے گھروں میں رہو جس میں کوئی دور جاہلیہ والی نمائشی چھچھور پن نہ ہونی چاہئے، بالکل انبیاء کی مشن و اوصانی **بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا** (۳۱-۱۹) کی طرح تم ازواج رسول بھی انقلاب کی ڈیوٹی کو اتنے اعلیٰ معیار پر قائم کرو جو اس کا رزلٹ ہر حاجتمند کو تمہاری محنتوں سے (زکوۃ) رزق میسر ہو، اللہ اور اس کے رسول کی ایسی اطاعت کو قائم دائم رکھو، ان ہدایت اور تعلیمات سے اللہ یہ چاہتا ہے کہ **لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا** (مفہوم) ”یعنی اے رسول اللہ کی گھر والیو! ان تعلیمات سے اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے متعلق بد باطن لوگوں کے شکوک و شبہات اور ان کی ہر قسم کی بد باطنی کی سازشوں کو ختم کر کے اپنے رسول کے گھر کو پاکیزہ اور منزہ بنائے رکھے“۔

جناب قارئین! آیت نمبر (۳۳-۳۳) جسمیں **لیذھب عنکم الرجس اھل البیت** کا جملہ آیا ہے اس جملہ کو علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی مجلس ہشتم میں اور کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۳ اور ۱۲۴ پر آیت ۳۳-۳۳ کے اندر جملہ اہل بیت کو رسول اللہ، علی، فاطمہ، حسن، حسین پر فٹ کیا ہے، یعنی ایک عورت اور چار مردوں پر فٹ کیا ہے، اس آیت میں گنتے جائیں اس سے پہلے والی آیت (۳۲-۳۳) کے خطاب۔ ”اے نبی کی گھر والیو! کے تسلسل میں جمع مؤنث مخاطب کے صیغے مسلسل بولے جا رہے ہیں، لستن، ان اتقیتن، فلا تخضعن، قلن، وقرن فی بیوتکن، ولا تبرجن، واقمن الصلوۃ، واتین الزکوۃ، واطعن، دیکھا جناب قارئین صرف ان دو آیتوں میں دس بار جمع مؤنث مخاطبات کے صیغے لائے گئے ہیں، تو کیا پھر آخری جملہ اہل البیت کے مفہوم سے کس اصول سے ازواج مطہرات کو نکال کر باہر کر رہے ہیں، جناب علامہ طالب جوہری صاحب، آیت (۳۳-۳۳) کے آخری حصہ میں انما یرید اللہ لیذہب عنکم میں عنکم کا صیغہ جمع مذکر مخاطب ہے جو وہ ایک بھی دس صیغوں کے بعد لایا گیا ہے، اس ایک صیغہ جمع مذکر مخاطب کا استعمال صرف رسول اللہ سلام علیکم کو اہلِ بیت میں شامل کرنے کے لئے ہوا ہے، ورنہ رسول اللہ کے گھر مبارک میں خود ان کے علاوہ کوئی ایک مرد بھی اہلِ خانہ میں سے ممبر نہیں ہے۔

وصیؔ

شیعہ حضرات کے عقائد میں سے وصی کا لفظ اور اصطلاح بھی بنیادی اہمیت کی حامل ہے، ان لوگوں نے یہ منصب اور لقب جو اختراء کئے ہیں ان کا پہلا مصداق حضرت علی کو قرار دیا

ہے یعنی امام اول بھی علی ہیں وصی بھی علی ہیں ولی بھی علی ہیں اہلِ بیت کے افراد میں سے بھی علی ہیں۔

وصی کی معنی ہے کہ جسے کن امور کی وصیت کی گئی ہو، علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی کتاب ”میزان ہدیت اور قرآن“ کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر رقم فرمایا ہے کہ سارے انبیاء کو شریعت ملی وصیت کے ذریعے میرے نبی کو شریعت ملی وحی کے ذریعے پھر علامہ صاحب دوسطر سے آگے فرماتے ہیں کہ سب کو شریعت ملی تحریر کے ذریعے اور میرا محمد قدم رکھتا جائے شریعت بنتی جائے۔ علامہ جوہری صاحب نے اسی صفحہ پر آیت شرع لكم من الدين ماوصى به نوحا والذى اوحينا اليک وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسىٰ ان اقيمو الدين ولا تتفرقوا فيه (شوریٰ آیت ۱۳) اپنے موقف کے حق مین تلاوت فرمائی ہے۔ علامہ صاحب کی تقریر وتحریر میں کافی سارے معمہ جات ہیں، ہم ضروری نہیں سمجھتے کہ ان پر تبصرہ کریں پھر بھی علامہ صاحب کی عبارت میں واضح تلمیح ہے وہ یہ کہ محمد رسول اللہ کے سوا جو دیگر انبیاء کرام ہیں، ان کی نبوت اور رسالت بذریعہ وصیت ہے اور ہمارے رسول ﷺ کی نبوت وحی کے ذریعہ سے ہے۔ آپ نے ابھی پڑھا کہ جوہری صاحب نے فرمایا اور اپنی کتاب میں لکھوایا کہ ”میرا محمد قدم رکھتا جائے شریعت بنتی جائے“، جناب قارئین! یہ جملہ علامہ صاحب کا بہت ہی خطرناک ہے، اس جملہ سے شریعت رسول اللہ کی تابع بنتی ہے اور رسول اللہ متبوع بنتے ہیں، جبکہ اللہ نے اپنی کتاب میں رسول اللہ کو حکم دیا ہے کہ ثم جعلناک على شريعة من الامر فاتبعها (۱۸-۴۵) یہاں شریعت متبوع ہے رسول اللہ تابع بنتے ہیں، اب لوگ سوچیں کہ جوہری صاحب کے مسلک کو مانیں یا قرآن کا فیصلہ مانیں؟ جوہری صاحب شریعت کو رسول اللہ کا تابع کیوں بنا رہے ہیں؟ وہ اس لئے کہ اس کو قرآن دشمن یزدجر شاہی کی امامت کے نام سے چلائی ہوئی تحریک کی حدیثوں کو اصل بنا کر پیش کرنا ہے، اب ملاحظہ فرمائیں، اس حدیث ساز گروہ کی حدیثوں کو جن کے لیئے جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ ”میں بہت کم روایات پڑھنے کا عادی ہوں“ قال

رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتصلو علىّ الصلوة الابتر، ”یعنی مجھ پر دم کٹی ہوئی درود نہ بھیجا کرو“ اس حدیث کا مطلب علامہ صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتر وہ درود ہے جس میں آل پر صلوۃ کا ذکر نہ ہو (ص ۱۳۸)۔

دوسری حدیث علامہ صاحب نے اسی صفحہ پر لکھی ہے كذاخبرنى جبريل مثل على فى الانسان كمثل قل هو الله احد فى القرآن۔ علی کی مثال انسانوں میں ایسی ہے جیسی قل ہو اللہ احد کی مثال قرآن میں (ص ۱۳۸) اس حدیث پر ترجمہ کے بعد علامہ جوہری صاحب نے تشریحی نوٹ لکھا ہے کہ قل ہو اللہ سورۃ توحید ہے۔ اگر توحید کو نکال دو نبوت ختم ہو جائے۔ اور علی کی مثال انسانوں میں ایسی ہے جیسے سورہ توحید کی مثال ہے، اگر علی کو نکال دو تمام عقیدے بھسم ہو جائیں ص ۱۳۸ ایک اور روایت علامہ صاحب لائے کہ رسول اللہ نے فرمایا: يا على مثلک مثل الكعبة۔ علی تیری مثال کعبے کی طرح ہے ایک اور حدیث لائی ہے النظر الى الكعبة عبادةٌ ایک اور حدیث لائی ہے النظر الى المصحف عبادة النظر الى عالم عبادةً النظرا الى والد عبادة (ص ۱۳۹)۔

محترم قارئین! اس سے بھی اور آگے علامہ جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر حدیثیں لائی ہیں ایک ہے القرآن مع علی وعلی مع القرآن ”یعنی قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ“ دوسری حدیث علامہ صاحب لائے ہیں کہ علی منی علی مجھ سے ہے اور وانا منہ اور میں اس سے ہوں اس کے بعد تیسری حدیث لائے ہیں الحق مع علی وعلی مع الحق، یعنی ”حق علی کے ساتھ ہے علی حق کے ساتھ ہے“ مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب علامہ طالب جوہری کو بھی ان کی لائی ہوئی احادیث کو قرآن سے ٹیلی کرنے کا ہدیہ پیش کروں، جناب محترم علامہ جوہری صاحب! قرآن حکیم کا فرمان ہے کہ جو دشمن لوگ میرے رسول کو ابتر کہہ کر نسل کٹا ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ وہ سن لیں کہ ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم نبين وكان الله بكل شىء عليما (۳۳-۴۰) یعنی ”ہاں ہاں میرا محمد تم مردوں میں سے کسی

کا ابا نہیں ہے، لیکن وہ میرا رسول تو ہے، اور ساتھ ساتھ اس کے اوپر ہم نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے، اب تو قیامت تک میرے محمد سلام علیہ کی رسالت اور نبوت کا مشن جاری رہے گا'' تو بتایا جائے کہ پھر وہ دم کٹا اور ابتر کیسے ہوا؟ اور اسے آل اسلئے نہیں دی کہ میں اللہ جانتا تھا کہ **ان الانسان لفی خسر** یعنی یہ انسان ہمیشہ خسارے کا سودا کرتا ہے سو یہ آل رسول کے نام سے کیا کیا کرتب اور افسانے بنائے گا، دیکھا جائے کہ جب اللہ نے رسول کو آل نہ دینے کا اعلان بھی کیا ہوا ہے (۴۰-۳۳) اس کے باوجود قرآن دشمنوں نے آل کے نام پر کیا کیا کہانیاں گھڑی ہوئیں ہیں، سو اس کے مقابل اگر واقعتاً اور حقیقت میں رسول کو نرینہ اولاد دے کر اسے صاحب آل بنایا جاتا تو پھر یہ لوگ تم دیکھتے کہ کیا کیا داستانیں بناتے اور وہ تو آپ جعلی آل کے افسانوں سے بھی اندازہ کر سکتے ہیں!!! ویسے آل مین سے تو کئی افراد پسر نوح کی طرح بھی ہو سکتے ہیں سو آل پرستی کی سازش ایجاد کرنے والے ایسی آل کے نام بھی فرقے میدان میں لے آتے جواب جعلی آل سے بھی موجود ہیں، اس وجہ سے اللہ نے اپنے رسول کو آل کے عیوض **انا اعطینک الکوثر** یعنی قرآن دیکر، قرآن کی تحریک اور مشن کو ختم نبوت (۴۰-۳۳) کے ذریعہ ابدالآباد کر کے الٹا قرآن کے دشمنوں کو دم کٹا بنا دیا (۳-۱۰۸)۔

یہ بات چلی ہے علامہ جوہری صاحب کی لائی ہوئی احادیث سے کہ **لاتصلو علیٰ الصلوۃ الابتر**، یعنی ''مجھ پر دم کٹی ہوئی درود نہ بھیجا کرو سے'' میں پس غائبانہ اقرار کرتا ہوں کہ علامہ طالب جوہری صاحب مجھ سے زیادہ فارسی زبان کے عالم ہوں گے، سو فارسی لغت کی پرانی ڈکشنریوں میں تو لکھا ہوا ہے کہ درود کی معنی ہے کسی کی جڑ اکھاڑنا، بیخ و بن ادھیڑ دینا، سو اہلِ فارس نے رسول اللہ کے نام درود بھیجنے کی جو تحفے اور ہدیہ کے نام سے عبارت گھڑی ہے اسے حدیث ساز فارسی امام خوب سمجھتے ہوں گے، کہ انہوں نے جو درود کی عبارت میں جعلی آل کی دم آلٹریٹ کی ہوئی ہے، یہ آلٹریشن واقعی تحریک ختم نبوت کی جڑ اکھیڑ دے گی، اور اسی آل کی طرف سلسلہ نبوت کو منتقل کیا جائے گا، وصی اور امامت نامی عہدے اور منصب دیئے ہوئے آل کی طرف علامہ صاحب

اپنی مجالس کی تقریروں والی کتاب میں جو دوسری حدیث لائے ہیں کہ علی کی مثال انسانوں میں ایسی ہے جیسی قل ہو اللہ احد (سورۃ) کی مثال قرآن میں، علامہ جوہری صاحب نے اس تمثیل میں علی کو سورت توحید سے مشابہہ قرار دے کر لکھا ہے کہ توحید کو نکالنے سے نبوت ختم ہو جاتی، اور علی کو نکالنے سے عقیدہ بھسم ہو جائینگے، تو جناب علامہ جوہری! آپ کی اس تمثیل سے بھی تو کم سے کم مسلک شیعت کی عقائد کی محلات بھسم ہو جاتی ہے، آپ نے اپنی اس تمثیل والی حدیث پر غور نہیں فرمایا، کیونکہ جب علی قل ہو اللہ احد کی طرح ہے تو احدیت کا عین تقاضا ہے اور لازمی ہے کہ وہ کسی کا نہ چچا زاد بھائی ہو نہ ہی داماد ہو اور لم یلد کے تشبیہی حوالہ سے اسے اولاد بھی نہ ہو جن پر تمہارے عقیدہ والی آل کی عمارت قائم ہے اور ولم یولد یعنی وہ کسی کا جنا ہوا بھی نہ ہو، تو پھر اس تشبیہ سے علی کا ابن ابیطالب ہونے کا بھی گویا کہ آپ انکار کر رہے ہیں۔ آپ اس جھوٹی حدیث کی تشبیہ سے تو خود علی کو لم یلد کے ذریع دم کٹا ہوا کہہ رہے ہیں، کچھ تو خیال کرو اپنے ہیروز کا۔

جناب جوہری صاحب! آپ سورۃ توحید سے علی کی مماثلت قرار دینے سے **ولم یکن لہ کفواً احد** یعنی اللہ کا کوئی برابر یعنی کفو نہیں ہے، وہ احد ہے تو علی کو اس سورت کے مماثل قرار دینے سے گویا کہ آپ ایسی حدیث سے اسے فاطمہ کا شوہر تسلیم کرنے کا بھی انکار کر رہے ہیں، کیونکہ شادی اور ازدواجیت کیلئے تم حدیث پرستوں نے جو کفو اور برابری کو ضروری شرط اور لازم قرار دیا ہوا ہے تو پھر اگر علی ولم یکن لہ کفواً احد سے مماثل ہیں تو فاطمہ اسکی کفو نہیں ہوئی، برابر نہیں ہوئی، اور آپ کے فقہ میں شادی غیر کفو سے ناجائز ہے، اگر پھر بھی آپ جبری حکم فرمائیں کہ فاطمہ علی کی کفو ہیں اور برابر ہیں تو پھر علی کی احدیت ٹوٹ جائے گی، اور یہ حدیث بھی جھوٹی ہو جائے گی، محترم علامہ طالب جوہری صاحب! قرآن کا میزان ہدایت ہونے کی آپ ایسی حدیثوں سے تشریح فرما رہے ہیں جیسے کہ آپ میزان کے پلڑوں کو خود ڈنڈی لگا کر اوپر نیچے کر رہے ہیں، ہمیں کہا ہے، قرآن تو اپنا محافظ آپ ہے، اس نے تو آپ کی نقل کی ہوئی جھوٹی حدیث سے تمہارے سارے فلسفہ آل کو علی کی احدیت سمیت دھڑام کر کے گرا دیا، آپ عزیز اللہ بوہیو کی طرح

اس طرح کی حدیثوں کے منکر نہ بنو لیکن اپنے شیش محل کی تو خیر مناؤ، حدیثوں کے نام سے رسول اللہ پر کیوں الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے علی کو اللہ کے کلام (سورۃ اخلاص) سے تشبیہ دی ہے جو اللہ اپنے سارے کمالات میں لیس کمثلہ شیء ہے، اور آپ اس وجہ سے گویا علی کو بھی اللہ سے تمثیل دے رہے ہیں۔

جناب قارئین! آپ نے علامہ صاحب کی لائی ہوئی احادیث میں سے یہ حدیث بھی پڑھی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یا علی مثلک مثل الکعبہ، یعنی "اے علی! تیری مثال کعبے کی طرح ہے" اس حدیث کے تشریحی نوٹ میں علامہ صاحب نے لکھا ہے کہ کعبہ کا مزاج یہ ہے کہ وہ حج کروانے نہیں جاتا لوگ جاتے ہیں حج کرنے کیلئے، اب ہم جناب علامہ طالب جوہری صاحب سے باادب سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نقل کے مطابق کہ جب رسول اللہ نے علی کو کعبہ کے مشابہ قرار دیا یعنی علی کسی کی طرف نہ جائیں اور لوگ علی کی طرف آئیں تو پھر علی نے بغداد اور کوفہ کی طرف جا کر رسول اللہ کے دیئے ہوئے اعزاز کا بھرم توڑ دیا، کعبہ کی سی شان زمین جنبد نہ جنبد گل محمد علی نے مدینۃ الرسول چھوڑ کر کوفہ جانے سے رسول اللہ کی دی ہوئی تمثیل کی لاج تو نہ رکھی۔ علی نے اپنے قاتلوں کی طرف کوفہ کو جا کر مرکزیت گنوادی جناب علامہ جوہری صاحب! ایسی حدیثوں سے تو علی کی شان پر آپ انگشت نمائی کرا رہے ہیں!

جناب قارئین! علامہ جوہری صاحب نے اسی تسلسل میں جو اور بھی حدیثیں لائی ہیں کہ النظر الی الکعبۃ عبادۃ، دوسری حدیث کہ النظر الی المصحف عبادۃ (ص ۱۳۹) یعنی کعبے کو مصحف کو، عالم کو، والد کو دیکھنا بھی عبادت ہے، میں یہاں پہلے تو ان حدیثوں میں لائے ہوئے لفظ عبادت کی معنی اور مفہوم قارئین کی خدمت میں عرض کروں گا، عبادت کا لفظ قرآن میں کل دو معناؤں میں استعمال کیا گیا ہے، ایک پوجا کی معنی میں، دوسرا تعمیل احکام یعنی امپلیمینٹ کی معنی میں عبادت کا لفظ آیا ہے۔ پوجا والی معنی کی مثال انما تعبدون من دون اللہ اوثانا (۱۷-۲۹) یعنی تم اللہ کی عبادت کے عیوض بتوں کی پوجا کرتے ہو اور دوسری معنی یعنی

احکام اوامر اور نواہی کی تعمیل کرنا، فرمانبرداری کرنا، جس کے لئے مثال ہے کہ الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان (۶۰-۳۶) یعنی اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کا کہا نہیں مانو گے، اب اس آیت میں لاتعبدوالشیطان سے عبادت کی معنی رکوع سجدے والی پوجا کرنے کی معنی مقصود نہیں ہے، اور نہ ہی کسی بھی فرقہ یا مذہب والے لوگ شیطان کو رکوع سجدہ والی عبادت کرتے ہیں، تو یقین سے یہاں لاتعبدو کے حکم کی معنی ہے کہ شیطان کا کہنا نہ مانو!

تو اوپر کی علامہ جوہری صاحب کی حدیثیں کعبے، عالم، باپ اور قرآن کو دیکھنا عبادت قرار دے رہی ہیں، تو دیکھنے سے امر اور نہی کی تعمیل تو مراد نہیں لی جاسکے گی، اس لئے لازماً دوسری معنی پوجا کے مفہوم والی متصور ہوگی، کیونکہ لفظ عبادت کی تیسری کوئی معنی ہے ہی نہیں، سو قرآن کے بھی اوامر اور نواہی کی تعمیل کی جاتی ہے، پوجا نہیں کی جاتی۔ سو ان احادیث میں ان چیزوں کو جو دیکھنا عبادت قرار دیا گیا ہے یہ دروازہ کھولتا ہے پوجا پاٹھ کا، اور دروازہ بند کرتا ہے تعمیل ارشادات کا، اور یہی مقصد ہے ان احادیث ساز یزدجری اماموں کا۔

ان احادیث کے بعد علامہ صاحب نے جو اور بھی حدیث لائی ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، ساتھ ساتھ دوسری حدیث بھی لکھی ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہے، یہ دونوں حدیثیں علامہ صاحب نے تو جدا جدا بتائی ہیں، لیکن دونوں کا مفہوم ایک ہے، اس لئے کہ اللہ نے متعدد جگہوں پر قرآن حکیم کو حق سے تعبیر فرمایا ہے، جس کے لئے مختصر حوالہ جات ملاحظہ ہوں: قل یا ایہا الناس قد جاء کم الحق من ربکم (۱۰۸-۱۰) فلا تک فی مریۃ منہ انہ الحق من ربک (۱۷-۱۱) والذی انزل الیک من ربک الحق (۱-۱۳) بل ہو الحق من ربک (۳-۳۲) والذی اوحینا الیک من الکتاب ہو الحق (۳۱-۳۵) ان جملہ آیات میں قرآن کو حق کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جناب قارئین! علامہ طالب جوہری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر ان دونوں حدیثوں

کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ فارمولا دے دیا پیغمبر نے قیامت تک کیلئے کہ جہاں علی ہوگا وہیں حق ہوگا، اگر علی میدان جنگ میں ہو تو حق وہاں ہوگا، اگر علی منبر رسول پر ہو تو حق وہاں ہے، اگر علی مسجد رسول میں بیٹھا ہے تو حق وہاں ہے، اگر علی گھر میں بیٹھ جائے تو حق وہاں ہے، گھر کے باہر نہیں ہے (یہاں تک جوہری صاحب کی عبارت ختم ہوئی)۔ جناب قارئین! اب آئیں کہ قرآن سے معلوم کریں کہ حق کی شان قرآن کی شان کیا ہے؟ سورۃ مومنون میں ارشاد ہے کہ **ولو اتبع الحق اھواء ھم لفسدت السماوات والارض ومن فیھن بل اتینا ھم بذکرھم فھم عن ذکر ھم معرضون** (۷۱-۲۳) اگر حق ان لوگوں کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو جملہ آسمان اور زمین اور انمیں جو بھی کچھ واقع ہیں یہ سب بگڑ جائیں گے اور ہر طرف فساد ہی فساد برپا ہوجائے گا ہم نے تو ان کی بلندی کے فارمولے دیئے ہیں لیکن یہ لوگ ان سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ یہ آیت صاف صاف بتاتی ہے کہ حق کسی کا تابع نہیں ہے، جو کوئی بھی جس طرف جائے حق اس کے پیچھے پھرتا رہے، اوپر کی حدیث میں جو فارمولا بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ الحق مع علی، یعنی حق علی کے ساتھ ہے، چاہے وہ جنگ میں ہوں، منبر پر ہوں، مسجد میں ہوں، گھر میں ہوں، تو بتایا جائے کہ اللہ تو خود رسول کو حکم دے رہا ہے کہ **ولا تتبع اھواء ھم عما جائک من الحق** (۴۸-۵) یعنی اے رسول تو ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلنا، اس لئے کہ تابعداری کیلئے تجھے قرآن دیا ہوا ہے، جو حق ہے، یہ آیت صاف صاف بتاتی ہے کہ جدھر قرآن نے جانا ہے آپ نے بھی اس کی تابعداری کرنی ہے اور اس کے پیچھے جانا ہے، یعنی محمد کو بھی قرآن کا تابع بن کر رہنا ہے، قرآن کسی کا تابع نہیں ہے، قرآن متبوع ہے تم سب اس کے تابع بنو! اب جب محمد رسول اللہ جیسی ہستی کو بھی حکم دیا جاتا ہے کہ آپ کو حق کا تابع بن کر رہنا ہے تو علی کیونکر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

جناب قارئین! محترم علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر ایک یہ حدیث بھی لائی ہے کہ علی منی وانا منہ، یعنی ''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں'' یہاں میں

قارین لی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ حدیث کی کمپوزیشن اور ادبی، نحوی، صرفی، صیغوں پر غور کیا جائے، میں اس وضاحت سے پہلے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں اس طرح کی تبراوالی حدیثوں کی معنویت سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں اس حدیث کے مفہوم اور معنی کی غلط عبارت بنانے کے لئے حدیث ساز فارس کے اماموں کو عربی زبان سے جاہل قرار دیتا ہوں، اگر میرا یہ الزام غلط ہے تو پھر اس حدیث میں حدیث سازوں نے رسول اللہ اور جناب علی کو گالی دی ہوئی ہے، جس گالی کا تصور کرنے سے ہم کانپ جاتے ہیں، یہ گالی حدیث کے اندر صیغہ مفرد کی معنویت میں مضمر ہے، ویسے کسی شخص سے اپنائیت ثابت کرنے کے لئے صیغہ جمع کی معنی والی عبارت درست ہوسکتی ہے، وہ اسطرح کہ ''**علی مناؤانا منھم**'' اس عبارت میں خاندانی وحدت کے حوالہ سے وہی مفہوم حاصل ہوسکتا ہے جو نیک نیت حبداروں کو مطلوب ہے، کہ علی ہم سے ہے اور میں ان میں سے ہوں، اور کوئی بھی بڑی عمر والا آدمی چھوٹی عمر والے بچہ کے لئے یہ نہیں کہہ سکتا کہ انا منہ میں اس میں سے ہوں یہ عبارت ہر طرح سے غلط ہوگی اسی طرح اس حدیث کی یہ عبارت غلط ہے کہ علی مجھ سے ہے کیونکہ یہ گالی ہوگی، جبکہ اس کے عوض اگر حدیث میں یہ لکھا جاتا کہ علی منا یعنی علی ہم میں سے ہے تو پھر عبارت کو مانا جاسکتا تھا، لیکن کیا کریں جو آج کے دور میں قرآن، رسول اور علی اور جملہ شعائر اللہ لاوارث ہیں، دشمنان دین ان کی توہین اور بے ادبی کئے جارہے ہیں، ایسی تبراوالی حدیثیں جلسوں میں درسگاہوں میں کھلے عام بیان کی جارہی ہیں، انہیں کوئی کہنے والا ہی نہیں ہے۔ علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰ پر ایک حدیث لائی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ **یا علی انت قسم الجنة والنار**، یعنی ''اے علی تو جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہے' اس حدیث کی عبارت پر ادب العربی والی حیثیت پر میں اپنا تبصرہ محفوظ رکھتا ہوں، اور مفہوم الحدیث پر تبصرہ یہ ہے کہ جنت اور جہنم کی تقسیم کسی کے ہاتھوں سے نہیں کرائی جائے گی، یہ معاملہ تو صاف صاف میرٹ اور ڈی میرٹ کا ہے، اہل جنت کے لئے قرآن کا فرمان ہے کہ ان کو فرشتے جنت میں پہنچاتے وقت کہیں گے کہ **ادخلو الجنة بما کنتم تعملون** (۳۲-۱۶)

یعنی تمہارا یہ جنت میں جانا، اور جنت میں داخلہ تمہارے اعمال کا صلہ ہے، یہ تم پر کسی کا احسان نہیں ہے تم نے یہ جنت اپنی کمائی سے حاصل کی ہے۔ اس لئے تو اللہ نے سورہ مریم میں فرمایا کہ **تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا** (۶۳-۱۹) یعنی یہ جنت بر بناء تقویٰ، متقی لوگوں کو، یعنی جو میرے بندوں میں سے برائیوں سے خود کو بچانے والے ہونگے، انہیں ان کے اعمال حسنہ کے صلہ میں میراث دی جائے گی۔ اسی طرح دوزخ کیلئے بھی قرآن حکیم نے فرمایا کہ **مما خطیئا تھم اغرقوا فادخلوا نارا** (۲۵-۷۱) یعنی ''اہل جہنم کا دوزخ میں داخلہ اور غرقابی بھی ان کی خطاؤں کی وجہ سے ہوگی''۔ اب کوئی بتائے کہ جنت اور جہنم میں جانے کے فلسفہ کو قرآن حکیم نے کس طرح سمجھایا ہے، اور یہ جوہری صاحب کی لائی ہوئی حدیث اس فلسفہ کو کس طرح پیش کر رہی ہے سو یہ حدیث قرآن کی ہدایت کے خلاف ہونے کے حوالہ سے جعلی اور من گھڑت ہے۔

علامہ جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۱ پر حدیث لائی ہے کہ **ان فاطمة سیدة اهل الجنة** یعنی ''فاطمہ اہلِ جنت لوگوں کی سردار ہیں''، اور علامہ صاحب نے کتاب کے صفحہ ۳۲ پر حدیث لائی ہے کہ **الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة،** یعنی ''حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں''، اب یہ مسئلہ کہ ایک ماں اور اس کے دو بیٹوں کو جنت کے لوگوں پر سرداری کیونکر ملی، اور کیا سردار اور رعیت کا طبقاتی کلاسیفیکیشن والا کلچر جنت میں بھی، ہوگا کیا؟ جو کہ یہاں دنیا میں بھی معیوب اور مردود ہے، اس سوال کا تو صاف صاف جواب یہ ہے کہ اس حدیث کے بنانے والوں نے فاطمہ اور اس کے دو بیٹوں کو سرداری کا منصب اہلِ جنت کیلئے تو آل رسول ہونے کے ناطے دیا ہوا ہے، سو ایک تو اللہ نے قرآن حکیم میں رسول اللہ کیلئے آل دینے کا انکار کیا ہوا ہے (۴۰-۳۳) دوسرا قرآن حکیم نے آخرت کے جہان کے لئے فرمایا ہے کہ **فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتسآء لون** (۱۰۱-۲۳) یعنی جب قیامت کا نقارہ بجے گا تو اس دن لوگوں کے درمیان نسبوں پر قائم اعزاز ختم کیے جائیں گے، کسی

سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ آپ کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں، قرآن نے صاف صاف سمجھا دیا اور آخرت کے متعلق پالیسی کا اعلان کردیا کہ **فمن ثقلت موازینه فاولائک هم المفلحون،** جن کی نیکیوں کا وزن بھاری ہوگا، وہی کامیاب ہونگے، اور **ومن خفت موازینه فاولائک الذین خسروا انفسهم فی جهنم خالدون** (۱۰۲-۱۰۳/۲۳) یعنی جن کی نیکیوں کا وزن خفیف اور ہلکا ہوگا تو وہ ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے خود کو خسارے میں ڈالا ہوگا، اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، اب سورہ مومنون کی ان تین آیات پر غور کیا جائے بالخصوص آیت ۱۰۱ پر غور کیا جائے کہ اللہ کے ہاں رشتوں اور نسبوں کے مقابلہ میں کردار کی اہمیت ہے، اگر کسی نبی اور رسول کا بیٹا ہونا کوئی بڑی بات ہوتی تو اللہ عزوجل اپنے نہایت ہی اولوالعزم رسول نوح علیہ السلام کو یہ نہ فرماتے کہ تیرا بیٹا (تیری آل ہونے کے باوجود) تیرا اہل نہیں ہے، اس لئے نااہل (آل) کے لئے مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ تو اگر جنت میں بھی خاندانی اور سرداری کلچر کے ماتحت رہنا پڑا تو ایسی جنت تو دوزخ بنجائے گی۔

جناب قارئین! آپ نے دیکھا کہ اللہ نے آخرت تو کیا دنیا میں ہی نسبی قرابت کو ٹھکرا کر میرٹ کی اہمیت اور فوقیت کو ضروری قرار دیا ہے، تو جناب علامہ طالب جوہری کی یہ والی حدیثیں تو شخصیت پرستی، نسل پرستی، کو خلافِ قرآن طریقہ سے میرٹ پر ترجیح دلا رہی ہیں، اس لئے جنت میں کسی کی سرداری نہیں ہوگی، اس لئے یہ حدیثیں بھی دیگر خلافِ قرآن احادیث کی طرح جھوٹی ہوئیں۔

ہم اس ''وصی'' والے عنوان کے ذیل میں علامہ جوہری صاحب کی احادیث پر تبصرہ کرنے میں دور نکل آئے، تو محترم قارئین جس طرح اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب قرآن حکیم میں رسول اللہ کے القاب اور صفاتی ناموں میں امامت کا عہدہ اور لقب نہیں لایا تو بعینہ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کو شریعت عطا فرماتے وقت **وصینا** کا لفظ اور اصطلاح استعمال فرمائی ہے، لیکن محمد الرسول اللہ کیلئے یہ **وصینا** کی اصطلاح بھی استعمال نہیں فرمائی، وہ اس لئے کہ اللہ عزوجل پہلے سے جانتا تھا کہ یہ اہلِ فارس اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے میرے رسول کی نبوت والی تحریک اور مشن

کو ہائی جیک کرنے کے لئے ختم نبوت کو توڑنے کے لئے امامت کی اصطلاح، وصی کا عہدہ اور آل کا تقرب یہ سب جعلی نمونے سے اختراع کریں گے اور ان عہدوں کو موروثی بنا کر آل کے اکاؤنٹ میں لائیں گے، جو آل حقیقت میں جعلی اور میڈ ان فارس ہوگی، پھر اس سے نبوت کی تحریک اور قرآن کے فلسفہ کو درودوں کے حربوں سے جڑ سے اکھاڑ دینگے، جس طرح کہ رومی نے اقرار کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ماز قرآن مغز رابرداشتیم
استخوانہارا پیش سگاں انداختیم

یعنی ہم اہلِ فارس نے قرآن سے مغز قسم کی چیزیں (تحریفات معنوی کے ذریعے) نکال دی ہیں بقیہ ہڈیوں کی طرح بچی ہوئی چیزیں ان کتوں کے سامنے پھینکی ہوئی ہیں۔ یہاں میں بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ قارئین کی خدمت میں بر سبیل تذکرہ اہلِ فارس کے گھڑے ہوئے علم حدیث کے ذریعے قرآن کی معنوی تحریف کی کچھ مثال بھی عرض کرتا چلوں کہ کس طرح رومی کے اکابرین نے قرآن کا مغز نکال کر بقول ان کے ہڈیاں ہم کتوں کے سامنے پھینکی ہوئی ہیں، مثال کے طور پر اللہ نے فرمایا: وما کنت متخذ المضلین عضدا (۱۸-۵۱) یعنی ”میں (اللہ) اپنے تخلیقی کارناموں میں گمراہ کرنے والے فاسق فاجر لوگوں کو اپنا سہارا نہیں بناتا“ تو قرآن کے اس نظریہ کو رد کرنے کے لئے اہلِ فارس نے حدیث بنائی کہ ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر، یعنی ”اللہ اپنے دین کو تقویت اور تائید بخشتا ہے لچے اور بدکار آدمی کے ذریعے، یہاں فیصلہ خود جا کر پڑھنے والے آپ کریں کہ قرآن کہاں لے جانا چاہتا ہے اور حدیثوں والا علم کہاں لے جانا چاہتا ہے، میری ناقص فہم تو یہ سمجھ پائی ہے کہ اللہ اپنی مخلوق کے نظام چلانے کے لئے گمراہ اور گمراہی پھیلانے والے لوگوں کو ایڈمنسٹریشن میں بیوروکریسی میں بھرتی کرنے سے ہر قسم کی ڈیپارٹمنٹ میں اوپر کی آیت میں منع فرماتا ہے، روکتا ہے، اور اس کے مقابل جو حدیث لائی گئی ہے اس طرح، حکمرانی کیلئے ہر لچے لفنگے آدمی کو عہدہ دینے کا دروازہ اس حدیث نے کھولدیا ہے' بڑا افسوس ہے

کہ قرآن کے رد میں اہلِ فارس کے بنائے ہوئے علم حدیث کی اتنی تو تعلیم اور تشہیر ہوئی ہے جو مسلم کہلانے والے لوگ اب قرآن کو حکمرانی کا منشور کتاب ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ رسول اللہ نے کوئی باقائدہ سیاسی انقلاب لاکر گورنمنٹ بھی قائم کی تھی۔

جناب قارئین! اہلِ فارس نے اپنی حدیثوں کی بہتات سے اتنی تو مہم چلائی ہوئی ہے جو قرآن حکیم کو مذہبی مدرسوں کے شیوخ الحدیث حکمت سے جدا اور خالی کتاب کہہ رہے ہیں، قرآن کی سیاسی انقلابی حکمرانی کے کوڈ ورڈ یعنی اصطلاح اقیموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ کو حکومت چلانے کی رہنما اصطلاح ماننے کیلئے کوئی تیار نہیں ہے، کیونکہ علم حدیث کی پروپگنڈہ کے ذریعے سے صلوۃ کی معنی روزانہ پانچ وقت نماز پڑھنا قرار دی گئی ہے اور آتوا الزکوۃ کی معنی سال میں ایک بار ایک سو روپیہ پر ڈھائی روپیہ دینا قرار دیا گیا ہے جبکہ اللہ نے نہایت کھل کر اس ایڈمنسٹریشن کے کوڈ کو حکمرانی کیلئے اسٹیٹ کی رعایا کیلئے سمجھایا ہے کہ الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و آتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (۲۲-۴۱) (خلاصہ) وہ لوگ جنہیں اگر ہم زمین پر اقتدار دلائیں اور پاور دلائیں تو ان کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ قرآن کے نظام کی پیروی کا ایسا نظام قائم کریں (جسکا نتیجہ اور رزلٹ) آتوا الزکوۃ نکلے یعنی ہر فرد مملکت کو پاکیزہ صحت بخش رزق ملے غذا ملے اشیاء ضرورت ملیں، اور وہ لوگ جنہیں ہم نے اقتدار دلایا ہے وہ اپنے پاور سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی منسٹری قائم کریں، یہ وزارت معارف، ایڈمنسٹریشن کی ریڑھ کی ہڈی ہوگی، اور ان کے فیصلے ان کی مشاورت اور صوابدیدی کے ساتھ آخر الامر اللہ کے قوانین کی روشنی میں ہونگے۔

جناب قارئین! آپ اس آیت پر بار بار غور فرمائیں کہ اللہ نے حکومت کا پاور دینے کے بعد ان حاکموں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ صلوۃ کا ایسا نظام قائم کریں جس سے رعیت میں، پبلک میں، حاجتمندوں میں سامان رزق کی سپلائی بہتر سرانجام ہو، اب اس معنی اور مفہوم کو حدیث سازوں نے بگاڑ کر بدل کر کم فہم لوگوں کو شیشہ میں اتارتے ہوئے حدیث بنائی کہ اللہ نے اپنے

رسول کو عرش معلیٰ پر بلا کر پچاس نمازیں اسکی امت کیلئے تحفے میں دی ہیں، یعنی قرآن کے ایک بہت بڑے فلاحی اور انتظامی کوڈ ورڈ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا مفہوم ہی الٹ دیا وہ صرف اس لئے کہ مسلم امت کے لوگ کوئی فلاحی مملکت نہ بنا سکیں، سوان حدیث سازوں نے اقیموا الصلوٰۃ کی غلط معنی مشہور کرائی ہوئی ہے کہ "نماز پڑھو" وہ اس دلیل سے بھی غلط ہے کہ جب معراج ان کے بقول جو رسول اللہ کو نبوت ملنے کے اندازاً چار سالوں بعد کرایا گیا ہے تو معراج سے پہلے عرصہ میں بھی قرآن کافی مقدار میں نازل ہوا ہے۔ سو جن سورتوں اور آیتوں میں اقیمو الصلوٰۃ و آتو الزکوٰۃ کا حکم کافی تعداد میں موجود ہے پھر اس کی معنی انہوں نے پانچ نمازیں معراج پر جانے سے پہلے رسول اللہ نے کس مفہوم میں سمجھی اور سمجھائی ہونگی، اگر آپ جواب فرمائینگے کہ معران سے پہلے جو آیات اقیمو الصلوٰۃ کی نازل شدہ ہیں اسکی معنی رسول کو نہیں سمجھائی گئی تو یہ بھی غلط ہوگا کہ رسول اپنے طرف آئی ہوئی وحی کو نہ سمجھے، اور اگر کوئی علامہ یہ فرمائے کہ معراج سے پہلے نازل شدہ حکم اقیمو الصلوٰۃ کی معنی یہی مروج نماز تھی تو وہ لازماً پچاس ہونگی کیونکہ ۴۵ کی کٹوتی تو معراج کے وقت ہوئی اور اگر رسول نے بھی صلوٰۃ کا مفہوم مروج طریق پر سمجھا ہوا تھا تو پھر بخاری کی حدیثوں میں تو لکھا ہے کہ معراج کے بعد فرشتہ جبرئیل نے رسول ﷺ کے پاس آ کر پنج گانہ نماز رسول کو سکھانے کے لئے انکے ساتھ اکٹھی پڑھی ہے۔ اس لئے بتایا جائے کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہے؟ اگر معراج سے پہلے آئی ہوئی آیات اقیمو الصلوٰۃ کی معنی آج والی مروج نماز نہیں ہے، تو پھر معراج کے بعد بھی اس حکم کی معنی مروج نماز نہیں ہو سکتی۔ قارئین معاف فرمائیں میں نے بات یہ شروع کی ہوئی ہے کہ اقیمو الصلوٰۃ کا حکم فلاحی مملکت کے نظام قائم رکھنے کا کوڈ ورڈ اور ایڈمنسٹریشن کی اصطلاح ہے تو اس کے لئے دلیل نمبر دوئم ملاحظہ فرمائی جائے، فرمان ربّی ہے کہ واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (۴۵-۲۹) یعنی نظام صلوٰۃ کو قائم رکھ تحقیق یہ صلوٰۃ (کا فارمولا) فحاشی اور منکرات سے (لوگوں کو) روک لیتا ہے، فحاشی بدکاریاں، اقامۃ نظام صلوٰۃ سے رک جاتی ہیں، غور کرنے والے لوگوں کیلئے بہت آسان ہوگا یہ سمجھنا کہ

حکومتوں کیلئے اپنے معاشروں کو برائیوں اور بدکاریوں سے بچانے کا مسئلہ کتنا تو پر پیچ ہوتا ہے، آگے دلیل نمبر چار کہ اقامۃ صلوٰۃ کی اصطلاح قرآن حکیم نے کن معنوں کیلئے لائی ہے کہ الا اصحاب الیمین، فی جنات یتسائلون عن المجرمین ماسلقکم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین (۳۹ تا ۷۴/۴۴) یعنی اہلِ جنت لوگ مجرموں سے سوال کریں گے کہ آپ کو کس عمل نے دوزخ تک پہنچایا ہے، تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نظام صلوٰۃ قائم کرنے والوں میں سے نہیں تھے (اور ان میں سے نہ ہونے کی وجہ سے) ہم مسکینوں کو کھانا کھلانے والوں میں سے بھی نہیں ہو سکتے تھے، (یہی سبب ہمارے دوزخ میں آنے کا) کوئی علامہ اگر ضد کرے کہ اس آیت میں بھی صلوٰۃ کی معنی مروج نماز ہے اور یہ آپ کا انتظامی کوڈ ورڈ نہیں ہے، تو اس کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اگر آپ کی دعویٰ سچی ہے تو پھر نماز کا روٹی سے کیا واسطہ ہے جو اسے یہاں مسکینوں کو کھانا نہ کھلانے کے جرم کے ساتھ قرآن نے اکٹھے بیان کیا ہے؟

میں قارئین سے پھر معذرت طلب کرتا ہوں جو وہ سوچیں گے کہ میں نے یہ مضمون تو کتاب "میزان ہدایت اور قرآن" پر تبصرہ کیلئے لکھا ہے تو پھر یہ نماز کے مسئلہ کی طرف کیوں چلا گیا، سو اصل بات یہ ہے کہ میں مضمون کے موضوع سے باہر نہیں گیا میری لکھت میں یہ نماز کا مسئلہ اس لئے آ گیا ہے جو علامہ طالب جوہری نے صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے کہ "میری نگاہ میں جتنی معنویت قرآن مجید کی آیتوں میں ہے اتنی ہی معنویت میرے نبی کی حدیثوں میں ہے، اس سے کم نہیں ہے"۔ اب یہ گہرائیت کیا ہے اور حدیثیں کس طرح قرآن کی معنویت کے مقابل اور برابر لائی گئی ہیں، یہ بات علامہ صاحب نے نہایت ہی اہم انکشاف والی کی ہے، جو انکشاف یہ ہے کہ جو جاگیردار شاہی فارس کے یزدجر شاہی میں مروج تھی اسے قرآن نے اگر سواء للسائلین (۴۱-۱۰) کے حکم سے ختم کی تھی اسے ان فارس کے اماموں نے رسول کے نام منسوب حدیثوں میں اقطاع الارض کے عنوانوں سے جاگیرداری کو دوبارہ جائز کر دیا ہے، اب قرآن کی معنویت میں صرف عوام کا بھلا

تھا اور اس کے مقابل حدیثوں کی معنویت میں صرف جاگیرداروں کا بھلا ہے، قرآن نے اگر حتی اذا بلغوا النکاح (۶-۴) کے حکم سے نابالغ بچوں کی شادیوں پر بندش عائد کی تو فارسی حدیث سازوں نے قرآنی معنویت کے مقابلہ میں عائشہ صدیقہ اور فاطمۃ الزہرا کے نکاح اور شادییں نو نو سال میں مشہور کیں، حوالہ کے لئے بخاری اور اصول کافی کے متعلقہ ابواب پڑھے جائیں، قرآن نے اگر ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ (۸-۶۷) یعنی ''رسول کو اب آئندہ کیلئے یہ اجازت نہیں ہے کہ غلام سازی کی منبع اور ابتدائی کڑی کہ دشمن کے سپاہیوں کو میدان جنگ میں گرفتار کر کے جو آئندہ کیلئے غلام بنایا جاتا تھا، اب اس طرح کی گرفتاری اور قیدی بنانا بند کیا جاتا ہے''، تو قرآن کی اس انقلابی معنویت کے مقابلہ میں جو حدیثیں بنائی گئی ہیں ان میں خود رسول کے گھر میں لونڈیوں اور کنیزوں کے آوارہ کلچر دکھائے گئے ہیں، حوالہ کیلئے پڑھی جائے کتاب مسلم جلد دوم باب حد الزنا، اور کتاب اصول کافی جس میں ائمہ اثنا عشر کے ناموں کے انداز آدھے اماموں کی منڈیوں سے کنیزوں کو خرید کر مزید امام جننے کے لئے ان کے ساتھ بیاہی گئی ہیں، یعنی ان حدیثوں کے مطابق نہ رسول اللہ نے اس غلام سازی کی بندش والی آیت (۸-۶۷) پر عمل کیا نہ ہی بارہ اماموں نے قرآن پر عمل کیا، تو اس طرح کی حدیثوں کی معنویت کو علامہ طالب جوہری جو قرآن کی معنویت کے برابر قرار دے رہا ہے تو اس کی صاف صاف معنی یہ ہوئی کہ قرآن جس شدت اور آب و تاب سے انقلابی اصلاحات کرنے آیا تھا تو اس کے مقابل ایسی ہی شدت سے حدیثوں کی معنویت میں ان انقلابی احکامات کا توڑ دکھایا گیا ہے، تو اس مضمون میں میں نے قرآن حکیم کی اصطلاح اقامۃ الصلوۃ جو ایک فلاحی اور انقلابی ریاست اور اسٹیٹ کے لئے قرآن حکیم میں ایک سو بار سے بھی زیادہ تکرار سے لائی گئی ہے کا وہ انقلابی مفہوم پیش کیا ہے تو اسے توڑنے کیلئے قرآن کی معنویت کو بھسم کرنے کے لئے بھی حدیثوں کی معنویت کی طرف علامہ جوہری صاحب توجہ مبذول کرا رہے ہیں، یہی خاص بات ہے علامہ صاحب کے پاس اور شرک بالقرآن کی جسارت کرنے والے علامہ صاحب کی فلاسفی کی طرف مجھے توجہ مبذول کرانی ہے جس راز سے جلال الدین رومی نے پردہ اٹھایا کہ ہم نے قرآن سے مغز نکال کر بقیہ ہڈیاں کتوں کے آگے پھینک دی ہیں۔ علامہ طالب جوہری جو فرما رہے ہیں کہ میری نگاہ میں جتنی معنویت قرآن مجید کی آیتوں میں ہے اتنی ہی معنویت میرے نبی کی حدیثوں میں ہے (صفحہ ۳۱) تو یہ اہل فارس کے ترجمان قرآنی فکر و فلسفہ کو رد کرنے اور منسوخ کرنے کے لئے اس طرح کیونکر نہیں کہیں گے؟ جناب قارئین! مہذب انسانوں کی گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں جب وہ بخاری اور مسلم میں حدیثیں پڑھتے ہیں کہ عن جابر قال نھی رسول اللہ ﷺ ان یطرق الرجل اھلہ لیلا یتخونھم او یطلب عثراتھم ، یعنی منع فرمائی رسول اللہ نے کہ کوئی رات کو اپنے گھر میں سفر سے واپسی کے وقت داخل نہ ہو کہ کہیں کوئی ان کے ساتھ خیانت نہ کر رہا ہو یا ان پردہ والیوں کی کھوج میں نہ ہو، کتاب مسلم صفحہ ۱۴۴ جلد دوم قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔ یہ جو علامہ طالب جوہری صاحب اپنے خطاب میں بار بار جو اپنے موقف کی حدیثیں پیش کر کے فرماتے ہیں کہ یہ کتاب یا ائمہ حدیث میرے مسلک کے نہیں تو حقیقت یہ ہے کہ یہ جملہ جدا جدا مسلک جان بوجھ کر فلسفہ اضداد کی فلاسفی کے ماتحت بر بناء تقیہ علیحدہ علیحدہ کئے گئے ہیں تا کہ فلسفہ قرآن کو رد کرنے کے لئے ایک دوسرے کا سہارا لیا جائے کہ دیکھو فلاں علامہ یا امام میرے مسلک کا نہیں ہے اس کے باوجود اس نے ایسی حدیث یا روایت لائی ہے جو ہمارے مسلک کی تائید کرتی ہے اس طرح کے سارے مسلک آپس میں لڑتے ہوئے آپ دیکھیں گے کہ نمازیں ہاتھ باندھ کر پڑھیں یا چھوڑ کر پڑھیں، آمین زور سے کہیں یا آہستہ، فجر نماز جلد پڑھیں یا دیر سے لیکن اس طرح کے اختلافات کی بنا پر جدا جدا مسلکوں والے آپ غور کریں گے کہ یہ سارے امام قرآن دشمنی میں متفق اور متحد ہوں گے، تفصیل کے لئے پڑھی جائے میری کتاب 'فتنہ انکار قرآن کب اور کیسے''۔

ولایت

ختم نبوت کو توڑ کر، وحی کے سلسلہ یعنی اللہ سے نئی باتیں اور نظریے حاصل کرنے کے نام سے، اہل فارس کی سرکردگی میں قرآن کے میسیج وافکار اور نظریات کو توڑنے کیلئے نہیں، منسوخ اور ڈیٹ ایکسپائر مشہور کرنے کیلئے، باء پاس کرنے کیلئے، جو مجوسیوں، نصاروں اور یہودیوں کا اتحاد ثلاثہ بنا تھا، اور انہوں نے سلسلہ نبوت کے خاتمہ پر خاتم الکتب قرآن کے مقابلہ کیلئے اللہ سے اپنے رابطوں کیلئے، نبوت کے مقابلہ میں امامت، ولایت، وصی اور فلسفہ آل کی اصطلاحیں ایجاد کیں۔ ان جملہ حیلہ سازیوں کا مقصد یہ تھا کہ الہاموں، القاؤں کے ذریعے ان منصب داروں کے ہاں اللہ کی طرف سے فرشتوں کے آنے اور ان کے ساتھ باتیں کرنے کی دعواؤں سے یہ لوگ پھر سے بادشاہت کو قائم کریں، اور قرآن کے قانون اور قرآن کی دی ہوئی جمہوریت و امرھم شوریٰ بینھم اور وشاورھم فی الامر کو توڑ سکیں اور پھر سے غلامی کو رائج کریں، پھر سے جاگیرداری کو رائج کریں، پھر عورتوں کو قرآن کی طرف سے دی ہوئی برابری والی حیثیت (۱۔۴) توڑ کر انہیں کنیزیں اور لونڈیاں بنائیں، اس مضمون میں ولایت کے اوپر قارئین حضرات پہلے علامہ طالب جوہری کا نوٹ مطالعہ فرمائیں پھر قرآن سے معلوم کرینگے کہ وہ ولایت کے سلسلے میں کیا موقف پیش کرتا ہے۔ تو پہلے علامہ جوہری صاحب کی یہ عبارت انکی کتاب میزان ہدایت صفحہ ۱۰۵ سے نقل کی جاتی ہے۔ دیکھو میں سیکنڈ ہینڈ انفارمیشن دینے کا عادی نہیں ہوں کہ کہیں سے سن کے دے دوں۔ کتاب میں نے منگوائی اور منگوا کے حوالہ دیکھا اور اب اس حوالے کو نوٹ کرو۔ آٹھویں جلد۔ دو الگ واقعے ہیں ایک سورہ زخرف کے ذیل میں نقل ہوا ہے اور ایک سورہ والنجم کے ذیل میں نقل ہوا ہے۔ دونوں کو ملا کے بیان کر رہا ہوں۔ تفسیر میرے پاس موجود ہے۔ دیکھنا چاہو دکھلا دوں گا۔ جب سارے نبیوں نے پیغمبر اکرم کے چہرے کی زیارت کر لی تو ایک مرتبہ وحی آئی۔ پیغمبر پوچھو! ہم نے انہیں کن شرطوں پر نبوت دی ہے۔ رسول اللہ نے پوچھا، پیغمبرو بتاؤ۔

ایک لاکھ، تیئیس ہزار نو سو ننانوے نبی سامنے کھڑے ہیں اور یہ نبی الگ کھڑا ہے، اور وہ پوچھ رہا ہے کہ وہ شرط کیا تھی جس پر تمہیں نبوت دی گئی؟ تو کہا، یا رسول اللہ پہلی شرط یہ تھی الا قرار بالوبوبیة۔ ہم لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں۔ کہا دوسری شرط کیا تھی؟ کہا، دوسری شرط یہ تھی کہ ہم آپکی نبوت کا اقرار کریں، کہا تیسری شرط کیا تھی؟ کہا، یا رسول اللہ تیسری شرط یہ تھی کہ آپ کے بھائی علی کی ولایت کا اقرار کریں'' (علامہ کی کتاب کا اقتباس ختم کرتے ہیں)۔

جناب قارئین! علامہ طالب جوہری نے ولایت علی کیلئے جو حدیث لائی ہے ایک تو وہ واقعہ، معراج کے ساتھ منسلک دکھائی دیا ہے، جسکا ذکر پورے قرآن میں نہیں ہے، جن آیتوں سے یہ حدیث ساز امامی گروہ معراج ثابت کرتے ہیں وہ پڑھ کر تو دکھائیں کہ ان آیات میں اس گھوڑی یا خچر کا ذکر کہاں ہے، جسکی باڈی کے ساتھ ایک سیکس فل میک اپ میں عورت کا سر آلٹریشن کرکے بخاری والوں نے اس پر رسول اللہ کو سوار کرکے انسانیت اور عورت کی انہوں نے توہین اور تذلیل کی ہے، ایسی گھوڑی تو اللہ نے پیدا ہی نہیں فرمائی جسکے لئے قرآن کا اعلان ہے کہ لاتبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم (۳۰۔۳۰) یعنی اللہ کے تخلیقی سسٹم میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، کوئی اسپیشل استثنا نہیں ہے، علامہ طالب جوہری نے تفسیر کا نام لئے بغیر اور اسکے مفسر کا نام لئے بغیر فرمایا ہے کہ اس میں دو الگ واقعے ہیں ایک سورۃ زخرف کے ذیل میں نقل ہوا ہے اور ایک سورۃ نجم میں، جناب قارئین! واقعہ تو آپ نے اوپر پڑھ لیا لیکن آپ نے غور فرمایا کہ علامہ صاحب نے ان سورتوں کی وہ آیات تو نہیں بتائیں جن میں ولایت علی کا اوپر دکھایا ہوا سوال جواب منسلک ہے، کیا یہ قرآن کی ایکسپلائیٹیشن نہیں ہے؟ کیا یہ قرآن کے نام کا، قرآن کی سورتوں کے نام کا، غلط استعمال نہیں ہے؟ اس طرح تفسیر لکھنے والے نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے یا قرآن میں یزدگری دانش گاہ کی ایجاد کردہ حدیثوں کی آلٹریشن کی ہے!!'' جیسے کہ انہوں نے گھوڑی کی باڈی سے عورت کے سر کی آلٹریشن کی ہے''۔

جناب قارئین! اللہ پاک نے اپنے سواء کسی بھی اور شخصیت کے والی اور ولی ہونے اور بننے کا

قرآن حکیم میں کئی مقامات پر مکمل طور پر انکار فرمایا ہوا ہے، اور صاف صاف طور پر اعلان کیا ہے کہ صرف اور صرف میں اللہ اکیلا تمہارا ولی ہوں ملاحظہ فرمائین!، الم تکن ان اللہ لہ ملک السماوات و الارض و مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (۱۰۷-۲) یعنی کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے، اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی ولی اور مددگار نہیں ہے۔ اور فرمایا کہ واللہ ولی المؤمنین (۴۸-۳) یعنی مؤمنوں کا ولی بھی اللہ ہے۔ یعنی جو اللہ کو ولی نہ مانے اور اللہ کی ولایت میں کسی اور کو شریک تصور کریگا وہ حکم قرآن کی روشنی میں مؤمن نہیں کہلا سکتا” اور فرمایا کہ ان اللہ لہ ملک السماوات و الارض یحی ویمیت و مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (۱۱۴-۹) یعنی بیشک اللہ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی جو حیاتی اور موت پر بھی کنٹرول رکھتا ہے تو تمہارے لئے اسکے سوا کوئی ولی اور نصرت کرنے والا نہیں ہوسکتا” اس آیت سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ ولی وہ ہوسکتا ہے جو موت اور حیاتی پر کنٹرول رکھتا ہو” اور فرمایا کہ و ما انتم بمعجزین فی الارض و لا فی السماء و مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (۲۲-۲۹) یعنی زمیں اور آسمان میں تم اللہ کو کہیں عاجز بھی نہیں بنا سکتے، شکست بھی نہیں دے سکتے، کمزور بھی نہیں کر سکتے، (جب یہ حقیقت ہوئی تو پھر) تمہارے لئے ایسے اللہ کے سواء کوئی اور ولی اور نصیر نہیں ہوسکتا، یعنی جس پر عجز لاگو ہوسکے وہ ولایت کا مستحق نہیں ہے اور جگہ پر فرمایا کہ واللہ اعلم باعدائکم و کفی باللہ ولیا و کفی باللہ نصیرا (۴۵-۴) یعنی اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اس لئے ولی ہونے میں ولایت کے لئے اللہ ہی کافی ہے اور مددگار ہونے میں بھی اللہ کافی ہے”، یعنی جو بھی شخص ولایت کے معاملہ میں اللہ کو کافی نہیں سمجھتا، اللہ کو ناکافی سمجھتے ہوئے کسی اور کو ولی اور صاحب ولایت قرار دیتا ہے یا اپنے لئے اللہ کے سواء کسی اور کو نصرت کرنے والا سمجھتا ہے تو اسکا یہ عمل اور نظریہ خلاف قرآن ہوگا” میرے خیال میں کہ علامہ طالب جوہری نے جو سورۃ زخرف اور النجم کے ذیل کے دو واقعوں کو ایک ساتھ بنا کر پیش کیا ہے ان دونوں واقعوں کی ویلیو کو قرآن نے کھول کھول کر الٹرا ساؤنڈ کر دیا ہے اب اللہ سے دعا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے قرآن سے خلوص والی وابستگی نصیب فرمائے اور انہیں قرآن کے میزان ہدایت کے پلڑوں کو ڈنڈی مارنے سے بچائے (آمین)۔

جناب قارئین! یہ عبارت علامہ طالب جوہری کی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲ سے نقل کر رہا ہوں ملاحظہ فرمائیں ”ام سلمہ (رسول اللہ کی زوجہ محترمہ) نے ایک مرتبہ پیغمبر کے رونے کی آواز سنی۔ دروازے کے باہر سے آواز دی یا رسول اللہ کیا اجازت ہے کہ میں آپ سے پوچھوں کہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ یا طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے کہا ام سلمہ اندر آجاؤ” ام سلمہ اندر آئیں۔ کہا دروازے کو بند کردو۔ دروازا بند کیا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ بچہ (حسین) سینے پر لیٹا ہوا تھا اور پیغمبر کے ہاتھ مٹھیوں کی صورت میں بند تھے پیغمبر مٹھیوں کو دیکھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ کہا، یا رسول اللہ آپکی کیفیت کیا ہے۔ کہا، ابھی جبرئیل آئے تھے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ کو یہ نواسہ بہت عزیز ہے نا؟ ایک دن کربلا کے میدان میں بھوکا پیاسا شہید کیا جائیگا اور یہ اسکے مقتل کی مٹی ہے۔ ام سلمہ یہ مٹی لو اور اپنے پاس رکھ لو اور اسے دیکھتی رہنا جب تک یہ مٹی رہے میرا نواسہ زندہ رہے گا اور جب یہ خون بن جائے سمجھ لینا کہ میرا نواسہ مارا گیا۔ (اقتباس ختم)

جناب قارئین! علامہ جوہری صاحب نے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کتاب ترمذی میں بھی آئی ہے” اب آئیں کہ اس حدیث کے متعلق قرآن سے معلوم کریں کہ کیا یہ رسول اللہ کا فرمان ہے یا یزدجری دانش گاہ کی ایجاد ہے، قرآن نے فرمایا کہ وما تدری نفس بای ارض تموت (۳۴-۳۱) یعنی یہ کسی کو خبر نہیں کہ اسکی موت زمین کے کس خطہ میں واقع ہوگی” تو اب یقین ہوگیا کہ اللہ نے پہلے ہی آئندہ بنائی جانے والی افسانوی طرز کی حدیثوں کا کچا چٹھا کھولدیا ہے، سو اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن کی اس آیت میں تو ہے کہ کسی کو اپنے مرنے کی جگہ معلوم نہیں ہوسکتی سو اس روایت میں تو جبریل رسول کو ان کے نواسہ کے موت کا خطۂ زمیں بتا رہے ہیں، تو جناب عالی! اس آیت (۳۴-۳۱) سے مقصد تو کسی کے مرنے کی جگہ کو راز میں رکھنا ہے، اور اس راز کی بات کو اللہ نے چیلنج کے نمونہ پر بیان فرمایا، سو اگر یہ خبر خواہ رسول کے ہی معرفت بتائی

سجائے پھر بھی وہ راز تو راز رہا ہی نہیں اور جبکہ مرنے کی جگھ کو اخفاء میں رکھنے کی بھی ایک مقصدیت ہے، جو اگر رسول کے معرفت بھی وہ بتائی جائے تب بھی وہ مقصدیت فوت ہو جائے گی'' جس طرح کہ اس روئداد کربلا میں راز آؤٹ ہو گیا ہے، جو کہ اللہ کی منشاء اخفاء کے خلاف ہوا ہے، جس افشاء راز کا مزید حوالہ ملاحظہ فرمائیں علامہ جوہری کی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں ہے کہ قافلا چلا چلتے چلتے دوسری محرم کا بعد عصر کا وقت تھا جب حسین ابن علی کے گھوڑے نے چلنے سے انکار کیا۔ سات گھوڑے بدلے ہیں حسین نے دو محرم کو اور کوئی گھوڑا تیار نہیں ہوا آگے بڑہنے کیلئے'' کہا ''ابوالفضل العباس یہ گاؤں جو نظر آرہا ہے اس کے لوگوں کو بلاؤ۔ گاؤں والے آئے۔ کہا بتاؤ کہ اس زمیں کا نام کیا ہے۔ کہا یقال لھا نینوا، اسکو نینوا کہتے ہیں۔ کسی اور نے کہا اسکو غاضریہ کہتے ہیں، کسی اور سے پوچھا اس نے کہا اس زمین کا نام ماریہ ہے .... جیسے ہی حسین نے چوتھی یا پانچویں بار پوچھا کہ بتلاؤ اس بستی کا نام کیا ہے تو ایک شخص بولا .... یہ کربلا ہے، جیسے ہی حسین نے سنا ٹھنڈ ہی سانس لی اور کہنے لگے واللہ ھذہ کرب و کربلاء۔ یہ کرب و ابتلاء کی منزل ہے اب قیامت تک ہم یہیں رہیں گے۔ اس زمین پر ہمارے بچے ذبح کر دئے جائینگے یہاں پر ہمارا خون بہایا جائیگا، اور یہاں بیبیاں جو محملوں میں بیٹھی ہیں۔ اس زمین پر اسیر کی جائیں گی (اقتباس کی عبارت ختم)۔ جناب قارئین! اب بتایا جائے کہ قرآن کی فلاسفی کہ اللہ نے وماتدری بای ارض تموت، یعنی مرنے کے خطہء زمین کو مرنے والے کی ادراک سے مخفی رکھا ہے یہ اللہ کا قرآنی مقصد تو اس گھڑی ہوئی حدیثوں کی روشنی میں فوت ہو جاتا ہے، جو کہ کبھی بھی ایسے نہیں ہو سکتا، جو اللہ اپنے کسی بھی اصول کو توڑ دے، کیوں کہ اللہ کا اعلان ہے کہ مایبدل القول لدی (۲۹-۵۰) یعنی میرے اصول بدلا نہیں کرتے، اور آپ نے اوپر پڑھا کہ رسول اپنی زوجہ امہ سلمہ سے کہتے ہوئے دکھائے گئے کہ انکے پاس جبریل نے آکر بتایا کہ تیرا نواسہ میدانِ کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کیا جائیگا، اب غور کیا جائے کہ جبریل نے سورہ لقمان کی آیت ۳۴ لائی کہ موت کا خطہ زمین مخفی رکھا گیا ہے'' پھر اسی جبریل کو یہ حدیث ساز لوگ اپنی پہلی لائی ہوئی امانت کے خلاف خیانت کرتے ہوئے دکھاتے ہیں کہ وہ نواسہ کے موت کی جگہ کا پتہ بتا رہا ہے، محترم قارئین! یہ اسطرح کی روایات سب خرافات کے قسم سے ہیں، کیونکہ قرآن فرماتا ہے کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدو افیہ اختلافا کثیرا (۸۲-۴) یعنی اللہ کے کلام میں تضاد اور اختلاف ہو نہیں سکتا۔ قرآن کوئی اھل فارس والوں کی حدیثوں کی طرح نہیں ہے جو جس طرح ایک روایت دوسری روایت کو کاٹتی ہے۔ اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ لامبدل لکلماتہ (۲۷-۱۸) یعنی وہ اپنے اصولوں کو کسی کے لئے بدلا نہیں کرتے۔

آل رسول کے ثبوت کی حیلہ جوئی

جناب علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنے بارے میں اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں روایات کم پڑہنے کا عادی ہوں صفحہ ۹۲، اس کے باوجود آپ نے دیکھا کہ علامہ صاحب کی اب تک کی جتنی بھی روایات ہم نے اس کے کتاب سے یہاں نقل کی ہیں وہ ساری کی ساری مخالف قرآن روایتیں ثابت ہو چکی ہیں، یہاں بھی علامہ صاحب نے ایک ایسی ہی روایت پڑہی ہے، جس کیلئے اسی ہی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ نوجوانوں کو یہ جملہ ہدیہ کر رہا ہوں، (میرے نبی نے آواز دی) انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔ محترم قارئین! علامہ جوہری صاحب نے جو حدیث پڑہی ہے تو اس حدیث کے بنانے والوں نے رسول اللہ کو دی ہوئی غیر قرآنی آل کا تو کئی جگھوں پر ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے سوچا کہ فلسفہ آل کی مضبوطی کیلئے عربی ادب میں اس کا مترادف اور ہم معنی لفظ لانا زیادہ فائدہ دے گا تو ایک غیر معروف اور نامانوس لفظ عترت بروزن فطرت ایجاد کر لیا، جو ہے تو غیر قرآنی، لیکن لسان عربی کے دامن میں جو بھی ذخیرہ الفاظ ہے وہ تو ام القری کے اہل ادب میں تکرار کے ساتھ جابجا استعمال ہونے والے الفاظ میں عنقاء ہے اور ام القری کی لسانیات کو تو قرآن حکم نے احاطہ کیا ہوا ہے جس کیلئے فرمان ربی ہے کہ فورب

السماء و الارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون (۲۳-۵۱) یعنی آسمان اور زمین کے رب کا اعلان ہے کہ یہ کتاب اتنا تو حق ہے، اس کی معنویت اور ادبی محاورات والفاظ وہی ہیں جن کے ساتھ آپ آپس میں باتیں کرتے ہیں، یعنی قرآن ایسے الفاظ لاتا ہے جو سامعین کیلئے اوپرے نہ ہوں اور لوگ ان سے مانوس ہوں ''تو عترت بمعنیٰ آل لازمی طور پر قارئین اور سامعین قرآن میں مانوس نہیں ہے یہ بعد میں وہاں والوں کیلئے یزدجری تھنک ٹنک سے ایکسپورٹ کردہ ڈکشنریوں کی گلابی عربی کے ذخیرہ کا ہدیہ ہے'' سوایسے ذخیرہ کی قرآن حکیم کے متن میں ملاوٹ تو ان کے بس میں نہیں تھی وہ مشکل تھی، رہا ذخیرہ حدیث سو وہ تو ہے ہی ان کی اپنی حق وملکیت!'' تو جناب محترم قارئین! یہی انی تارک فیکم، نامی حدیث، اہلسنت نامی قرآن مخالف کیمپ کے ذخیرہ احادیث میں ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی، کی عبارت سے لائی گئی ہے، یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسری اپنی سنت، جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے اتنے تک تم گمراہ نہیں ہوگے'' غور کیا جائے کہ شیعہ وسنی دونوں مکاتب فکر کی اس روایت میں اختلاف الفاظ کے باوجود کوئی فرق نہیں ہے چاہے کوئی کسی بھی مسلک والی حدیث کو قبول کرے ''حدیث سازوں کا کام چل جائے گا، کیونکہ اگر کوئی شخص اہلسنت والوں کی روایت کے الفاظ قبول کریگا تو پھر بھی وہ علم السنہ کے حوالوں سے آل رسول کی خلاف قرآن اصطلاح، کو یہاں اس روایت میں نہیں تو دیگر کئی ساری روایات میں جو بجاء لفظ عترت کے براہ راست لفظ آل کو لایا گیا ہے وہاں تو مانے گا، اور قبول کریگا، اس لئے یہ جعلی اور خود ساختہ لفظوں کے اختلاف جان بوجھ کر رکھے گئے ہیں اس لئے کہ اصل میں اس قرآن مخالف سبجیکٹ کو لوگوں سے منوانا ہے'' اس لئے جن لوگوں نے علامہ طالب جوہری صاحب کی یہ کتاب پڑہی ہوگی وہ خوب جانتے ہونگے کہ علامہ صاحب اپنے مسلک کی تائید میں جن ائمہ محدثین کی روایات کو نقل کرتے ہیں تو ساتھ ساتھ یہ ضرور فرماتے ہیں کہ یہ بزرگ جس کی لکھی ہوئی حدیث میں پیش کر رہا ہوں یہ بزرگ میرے مسلک کا نہیں ہے

''یعنی اس کے باوجود اس بزرگ کی حدیث علامہ جوہری کے مسلک کی تائید کر رہی ہے، سو میں اس جعلی اختلاف اور جعلی تضاد اور لوگوں کو فرقوں میں بانٹنے کی فلاسفی جو قارئین کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ آپ علامہ جوہری صاحب کی کتاب کی عبارت صفحہ نمبر ۱۲۳ کی آخری دو سطروں سے ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں کہ ''اب ایک روایت تمہیں بتلا رہا ہوں۔ یہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھی اور ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ نے اپنی مستدرک میں لکھی اور ان دونوں بزرگوں کا تعلق میرے مسلک سے نہیں ہے لیکن یہ عالم اسلام کے سر کا تاج ہیں۔ میرے بھی سر کا تاج ہیں۔ ایک نے تفسیر لکھی ایک نے حدیث کی کتاب لکھی''۔ (عبارت ختم) دیکھا جناب قارئین! یہ علامہ طالب جوہری کی فراخ دلی اس لئے ہے کہ علامہ ابن کثیر قرآن کی تفسیر قرآن سے کرنے کا منکر ہے۔ ابن کثیر نے قرآن حکیم کو اپنی تفسیر میں علم الروایات کا محتاج بنایا ہوا ہے، اور حدیثوں کا کشکول، مستدرک کے نام سے لکھنے والا حاکم تو نہلے پر دہلا ہے، سو اس طرح کے سارے مفسر اور محدث انہیں سے کوئی حنفی مارکہ شیعہ ہے کوئی شافعی مارکہ شیعہ ہے کوئی حنبلی مارکہ، تو کوئی مالکی مارکہ، اصل میں یہ جملہ امامی ناموں کے سارے مسلک سب کے سب قرآن کا تفسیر قرآن سے کرنے اور سمجھنے کے خلاف ہیں، اور ان سب نے ایک ہی کنٹرول روم کی ہدایات کے تحت اپنے جدا جدا مسلک اور فرقے مشہور کر رکھے ہیں، ان سب کا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑہیں یا چھاتی پر باندھ کر پڑہیں یا پیٹ کے ناف پر رکھ کر پڑھیں، آمین زور سے پڑھیں یا آہستہ پڑھیں ایسی چیزوں پر تو سب امام جدا جدا راء رکھتے ہیں لیکن یہ سارے امام بشمول علامہ جوہری کے اماموں کے قرآن دشمنی میں سب متحد ہیں کہ جاگیرداری جائز ہے، غلامی جائز ہے، نابالغ بچوں کے نکاح جائز ہیں وغیرہ وغیرہ سو یہ علامہ طالب جوہری صاحب اکیلے اپنے مسلک کے باہر کے ابن کثیر اور حاکم کیلئے انہیں سر کا تاج کہنے والے نہیں ہیں، سید رئیس احمد جعفری کی کتاب سیرت ائمہ اربعہ کو کھول کر پڑہیں تو وہ بھی اپنے اثنا عشری امامی مسلک سے ان باہر کے اماموں کے شان میں انہیں رطب اللسان پائیں گے، یہ سب کچھ آپ اس لئے دیکھ رہے ہیں جو قرآن اب آخری راؤنڈ کیلئے پھر آ رہا ہے، قرآن دشمنوں نے

ویسے تو خود قرآن کے ہی نام کے ٹی وی چینل کھول کر خلاف قرآن قوالیں شروع کرادی ہیں، لیکن داڑہی منڈے پروفیسروں، اسکالروں اور صحافیوں نے مذہب کے ٹھیکیدار، موروثی مولویوں کا ان کی قرآن دشمن روایات اور امامی فقھوں کا تقیہ کے پردوں میں چھپا ہوا اصل روپ ٹی وی انٹرویوز میں بے نقاب کردیا ہے" اور مزید کررہے ہیں اور مذہب کے اجارہ داروں کی جعلی جنگ اور خفیہ رشتہ داریاں برسر بام آرہی ہیں، اب وہ اپنے خود ساختہ تضادوں کی باڑہ میں پھنسگئے ہیں، ان کی جعلی تفرق اور نورا کشتی کی ایک ادنی سی مثال حاضر خدمت ہے، پھر آپ خود فیصلہ فرمائیں" علامہ طالب جوہری مکتبہ شیعہ کے عالم اپنی کتاب میزان ہدایت اور قرآن کے صفحہ نمبر ۱۱۵ پر لکھتے ہیں کہ "اللہ اکبر" کہیں قرآن میں نہیں ہے یہ میرے محمد نے دیا، تو محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے۔

جناب قارئین! جوہری صاحب کے بعد اب ملاحظہ فرمائیں علامہ جسٹس تقی عثمانی اہلسنت اور حنفی ثم دیوبندی مکتب فکر کے عالم کا نظریہ ماخوذ از کتاب حجیت حدیث، خود ان کی تصنیف مطبوعہ ادارہ اسلامیات کتاب کا صفحہ نمبر ۱۱، "چونکہ محض 'کتاب' کی تعلیم ہی کافی نہ تھی" لہٰذا آپ کے ذمے یہ بھی ہے کہ لوگوں کو "حکمت" کی تعلیم دیں جو "کتاب" کے علاوہ ایک اضافی چیز ہے۔ دیکھا جناب قارئین! کہ یہ دیوبندی عالم بھی فرماتا ہے کہ محض کتاب کافی نہیں ہے، قرآن میں سے حکمت علیحدہ چیز ہے اور اس کا علیحدہ مستقل اور جداگانہ ذکر کیا گیا ہے صفحہ نمبر ۵۰ یہ تقی عثمانی صاحب کے کتاب کا حوالہ ثابت کرتا ہے کہ ان کا جیسے کہ یاسین. والقرآن الحکیم کے فرمان ربی کے اوپر ایمان ہی نہیں ہے، جس میں حکمت کو قرآن کی صفت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ چلیں آگے اہل حدیث فرقہ کے ایک گروپ جماعت المسلمین نامی دہڑے کے سربراہ مسعود احمد، بی ایس سی کی کتاب تفہیم اسلام میں ان کا قرآن کے بارے میں نظریہ ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ "کیا قرآن خود مکتفی ہے؟ ہرگز نہیں" صفحہ ۱۴۱ (اقتباس کی عبارت ختم) اب ان تین فرقوں کے عمائدین جن کی آپس میں جنگ وقتال مشہور اور معلوم ہے ان کا قرآن سے متعلق متفقہ نظریہ آپ نے پڑہا،

اب اخیر میں اس بحث اور مثال کو سمیٹنے کیلئے قرآن سے بھی پوچھیں کہ وہ اپنے بارے میں کیا فرماتا ہے کہ کیا وہ کافی ہے یا ناکافی ہے؟ "فرمان ہے کہ **اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم** (۵۱-۲۹) یعنی ان لوگوں کیلئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے اوپر وحی متلو والی کتاب نازل فرمائی ہے جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے" اب ہر کوئی سوچے اور سمجھے کہ ان متحارب فرقوں اور گروھوں کا بنیاد قرآن دشمنی والا تو ایک ہے"، لیکن اس اندرونی اور مرکزی اتحاد کے باوجود لوگ ضرور پریشان ہونگے کہ پھر یہ فرقے ظاہر میں تو اتنے ٹکرے ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کو قتل کرنے کیلئے بھی مستعد رہتے ہیں ایسا کیوں؟ تو جناب قارئین یہ صورتحال کنٹرول روم والوں نے جان بوجھ کر بنائی ہوئی ہے تاکہ ان کا قرآن دشمنی والا اصل کھیل نہ بگڑ جائے اس لئے انہوں نے یہ سارا کام فلسفہ اضداد کی روشنی میں ترتیب دیا ہوا ہے"۔

جناب قارئین! یہ مسئلہ اصل میں شروع ہوا تھا علامہ جوہری صاحب کی لائی ہوئی اس حدیث سے کہ **انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی** سے، یعنی رسول نے فرمایا کہ میں تمہارے بیچ میں کتاب اللہ اور اپنی عترت (آل) چھوڑے جارہا ہوں" علامہ جوہری نے اس حدیث کے مقاصد پر کوئی روشنی نہیں ڈالی، اگر حدیث سے متعلق کچھ تشریح فرماتے تو میں اس پر مزید تبصرہ لکھتا لیکن اتنی عبارت حدیث کے متعلق عرض ہے کہ چونکہ قرآن حکیم کے حکم کے لحاظ سے رسول اللہ کو آل نہیں دی گئی (۴۰-۳۳) اس لئے علامہ کی یہ لائی ہوئی حدیث مخالف قرآن ہونے کے سبب سے جھوٹی ہے، اور اس حدیث کے مقابل جو حدیث اہل سنت کی اوپر ہی عرض کر آئے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں تم میں کتاب اللہ اور اپنی سنت چھوڑنے جارہا ہوں، تو وہ بھی جھوٹی ہے اس دلیل کے ساتھ کے اللہ نے قرآن میں میراث رسالت کے حوالہ سے صرف اپنی کتاب کا ذکر فرمایا ہے کہ **ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا** (۳۲-۳۵) یعنی ہم نے (میراث نبوت سے) کتاب کا وارث بنایا ان لوگوں کو جنہیں اپنے بندوں میں سے منتخب کیا، دیکھا اس آیت میں اکیلے کتاب اللہ کا ذکر ہے اور حدیث میں کتاب کے اوپر سنت کا بھی

اضافہ کردیا ہے جبکہ جملہ قرآن کے اندر سنت کی میراث کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی اہل عترت کے وارث ہونے کا ذکر ہے۔

رسول اللہ پر شرکیہ نعرے دینے کا الزام

جناب علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۵ پر لکھا ہے کہ ’’اللہ اکبر کہیں قرآن میں نہیں ہے یہ میرے محمد نے دیا تو محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے میرے نبی نے ’’اللہ اکبر دیا‘‘ اور پوری امت نے اسے تسلیم کیا۔ ’’اللہ اکبر‘‘ نماز کا آغاز ہے۔ ’’اللہ اکبر‘‘ مسلمانوں کا نعرہ ہے۔ وہ رزم ہو یا بزم مسلمانوں کا نعرہ ’’اللہ اکبر ہے‘‘ (اقتباس کی عبارت ختم)۔ محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ علامہ جوہری صاحب نے یہ بھی اعتراف فرمایا کہ ’’اللہ اکبر کہیں بھی قرآن میں نہیں ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ میرے محمد نے دیا ہے‘‘ اور علامہ صاحب نے خود آگے صفحہ ۱۱۶ پر لکھا ہے کہ اللہ اکبر معنیٰ کے لحاظ سے کہنا کہ اللہ سب سے بڑا ہے؟ اسی سے شرک لازم آتا ہے یعنی کسی چھوٹے اللہ کا وجود ثابت ہو جاتا ہے تو علامہ طالب جوہری صاحب کی خدمت میں عرض گذار ہیں کہ نعروں کا ایک مقصد دشمنوں پر رعب ڈالنا اور انہیں ڈرانا بھی ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ نے خود اعلان فرمایا ہے کہ میرا انذار ’’میرا دشمن کو ڈرانا یہ بھی اسی قرآن کے حوالہ سے ہوتا ہے‘‘ میں کسی بھی غیر قرآنی وعید اور شرکیہ نعرہ کو ڈکلیئر نہیں کر سکتا، اس لئے کہ و اوحی الیّ ھذاالقرآن لانذرکم بہ و من بلغ ائنکم لتشھدون ان مع اللہ آلھۃً اخریٰ قل لا اشھد قل انما ھو الہٰ واحد اننی بریء مما تشرکون (۱۹-٦) یعنی میری طرف یہ قرآن جو سب کے سامنے موجود ہے یہی کتاب وحی کی گئی ہے، جو وحی بھی اس خاطر کی گئی ہے کہ میں ڈرانے کے نعرے بھی اسی قرآن سے دوں تمہیں اور جن تک پہنچے میرا یہ انذار، کیا تم لوگ یہ شہادت دے سکتے ہو کہ ایک اللہ کے ساتھ دوسرے اللہ بھی شریک ہو سکتے ہیں؟ مجھ رسول کو تو حکم دیا گیا ہے کہ میں اعلان کروں کہ (اللہ اکبر نعرہ میں اللہ کے ساتھ شرک ہوتا ہے) اللہ تو شرک سے پاک ہے وہ لاشریک ہے ایک ہے۔ میں تمہاری شرکیہ ایجادوں سے بری ہوں (۱۹-٦) اور جناب علامہ طالب جوہری صاحب! جس قرآن کو آپ نے اپنی کتاب میں (محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے) لکھا ہے یہ قرآن محمد رسول اللہ کو پابند بنا رہا ہے کہ وذکرّ بالقرآن من یخاف وعید (۵-۵۰)، یعنی اسی قرآن سے ہی ذکر اور قوانین اخذ کیا کرو اخذ کر کے وعید دیا کرو، ایسے لوگوں کو جنہیں کوئی خوف خدا ہو‘‘ آگے پھر اسی تسلسل میں علامہ جوہری صاحب فرماتے ہیں کہ خیبر میں علم دیا تھا ’’کراری‘‘ کی بنیاد پر، اور کیا کہہ کر پکارا تھا؟ یا علیؑ۔ یا علیؑ۔ اور جب علی علم لیکر میدان میں گئے اور انہوں نے نعرہ مارا تو اللہ اکبر کہا، تو میرے نبی کا نعرہ۔ یا علی۔ میرے علی کا نعرہ۔ اللہ اکبر۔ ’’جناب محترم علامہ جوہری صاحب! آپ تو سب کچھ فرما گئے جو آپ کو فرمانا تھا کسی کو کون روکتا ہے کہنے سے!، آپ جس قرآن کو نا کافی کہہ رہے ہیں‘‘ اس قرآن نے تو دنیا بھر کو بتا دیا ہے، سنا دیا ہے کہ جنگ خیبر سے متعلق ہر قسم کی جملہ حدیثیں جھوٹی ہیں، اس لئے کہ وہ لڑائی ہوئی ہی نہیں ہے، فرمان ہے کہ وما افاء اللہ علیٰ رسولہ منھم فما او جفتم علیہ من خیل ولارکاب ولٰکنّ اللہ یسلط رسلہ علیٰ من یشاء واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر (٦-۵۹) یعنی جو مال فیء اللہ نے اپنے رسول کو ان اہلِ کتاب کا مرحمت فرمایا، اس کیلئے تم نے کوئی لشکر کشی نہیں کی اور نہ ہی تم اس کیلئے پا بہ رکاب ہوئے، یہ تو اللہ کا کمال ہے کہ وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے انہیں دشمنوں پر مسلط فرما دے، اس کا قانون قدرت سب پر حاوی ہے۔ جناب علامہ طالب جوہری صاحب! آپ جس کتاب کلام اللہ کو نا کافی یعنی ناقص فرما رہے ہیں اس کتاب نے جنگ خیبر کے نہ لگنے کا واضح اعلان کیا ہے کہ یہود کو ایک رٹن آرڈر کے ذریعہ جلاوطن ہونے کا حکم دیا گیا تھا، سو اگر ان پر جلاوطنی کی بجاء عذاب جنگ مسلط کیا جاتا تو ان کی دنیاوی زندگی خس و خاشاک ہو جاتی جبکہ آخرت میں تو انہیں عذاب نار ہے ہی۔ فرمان

ہے کہ ولولا ان کتب اللہ علیھم الجلاء لعذ بھم فی الدنیا ولھم فی الآخرہ عذاب النار (۳-۵۹) خلاصہ اوپر آچکا''۔

جناب قارئین! کیا آپ اب بھی نہیں سمجھے کہ علامہ جوہری اور اس کے ہمنوا لوگ قرآن کو ناکافی کیوں کہہ رہے ہیں؟ اور دین کے ماخذ کیلئے قرآن کے علاوہ دوسرا اسکول کیوں کھول رہے ہیں؟ اگر یہ لوگ یہ خلاف قرآن اسکول نہ کھولتے تو خیبر کی فرضی لڑائی میں فرضی یہودی جنرل کی فرضی بیوہ صفیہ سے خلاف قرآن (۶۷-۸) رسول کی شادی یہ لوگ کس طرح کراتے اور یہ اس فرضی جنگ کے کراری نعرے کس طرح برسر بام آتے اس لئے ان کی تو مجبوری ہے کہ یہ قرآن دشمن لوگ قرآن کو ناکافی کہہ کر میرٹ کی جگہ (۱۲۴-۲) فرضی سلسلہ آل کی رسی امت کے گلے میں ڈالیں، نہیں تو قرآن میرٹ کے حوالوں سے اس امت کو لیظھرہ علی الدین کلہ کے معراج پر ہمیشہ کیلئے فائز رکھے گا'' پھر اس نعرہ اللہ اکبر کے معنوی جواز کیلئے علامہ جوہری نے اپنے امام کا نام لئے بغیر لکھا ہے کہ میرے امام نے کہا: کہ اللہ اکبر من ان یوصف۔ اللہ ہر تعریف سے بڑا ہے۔ جناب قارئین! افسوس کہ علامہ جوہری نے اپنے امام نامعلوم کے جملہ کی بھی معنی غلط سنادی، جبکہ اس امامی حیلہ والے جملہ کی معنی ہے کہ اللہ اس سے بڑا ہے کہ اس کی تعریف کی جاسکے یعنی اللہ کی تعریف نہیں کی جاسکتی اب غور فرمایا جائے کہ اس امامی حل سے بھی مسئلہ کا حل تو نکل نہیں سکا، وہ اس لئے کہ اللہ کی تعریف تو کی گئی ہے کہ الحمد اللہ رب العالمین۔ اللہ کی تعریف تو الحمد اللہ الذی لم یتحذ ولدا، یعنی حمد ہے اس اللہ کیلئے تعریف اور وصف ہے اس اللہ کیلئے جس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا تو غور فرمایا جائے کہ امامی حیلہ کے مطابق اگر اللہ اس سے بڑا ہے جو اس کی حمد بیان کی جائے جس کی معنی یہ بنتی ہے کہ اللہ کی تعریف، وصف اور حمد کی ہی نہیں جاسکتی، تو پھر میں عرض گذار ہوں کہ قرآن حکیم میں تو پچاس بار سے بھی زائد بار اللہ کیلئے حمد اور توصیف کے جملے آئے ہیں، اور یہ اتنا بھی کیا، قرآن حکیم نے تو اس امامی معنی کہ اللہ کی تعریف کی ہی نہیں جاسکتی وہ ہر تعریف سے بڑا ہے، اس کا رد کرنے کیلئے کم سے کم سات بار حکم دیا ہے کہ فسبح بحمد ربک (۹۸-۱۵) یعنی اپنے رب کی تسبیح حمد

کے ساتھ بیان کر تو اس کی اطاعت میں کوشاں رہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ ''اللہ اکبر''۔ بقول علامہ جوہری کے بھی کہ یہ شرکیہ جملہ ہے اور بقول جوہری صاحب کے کہ اللہ اکبر نماز کا آغاز ہے اسی لئے تو ثابت ہوتا ہے کہ ایسی شرکیہ نماز کا اللہ نے حکم بھی نہیں دیا۔ اقیموا الصلوۃ کا ترجمہ نماز کرنا جو نماز یہ مجوسی لوگ، اپنی آگ کے سامنے پوجا کے طور پر پڑھتے تھے اور ہیں۔ تو نماز کے غیر قرآنی اور خلاف قرآن ایجاد ہونے کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے ہر رکن کی ادائیگی اس شرکیہ جملے اللہ اکبر سے ہوتی ہے جو کہ یہ جملہ غیر قرآنی ہے اور یہ جملہ شرکیہ ہے جس سے اللہ کے ساتھ شرک ہونے اور ثابت ہونے کا جواز ملتا ہے اور یہ علم حدیث کی پیداوار ہے۔

تیری کس ادا پر داد دیں

جناب علامہ طالب جوہری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۷ پر رقم فرمایا ہے کہ'' بھئی! میرا جملہ یاد رکھو! چیلنج دے رہا ہوں کہ قرآن پر علی کے علاوہ کسی نے گفتگو نہیں کی۔ بھئی گفتگو تو وہ کرے جو پہلے قرآن کو سمجھ لے (اقتباس کی عبارت ختم) اس کے بعد کتاب سے صفحہ نمبر ۲۸ پر علامہ صاحب کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں ''نوجوان دوستوں سے پھر اپیل کرتا ہوں کہ ۲۴ گھنٹوں میں آدھا گھنٹہ تو نکالو قرآن کی تلاوت کرنے کیلئے قرآن کے سمجھنے کیلئے (اقتباس کی عبارت ختم) معزز قارئین علامہ صاحب کی کتاب کا پہلا چیلنج والا اقتباس ثابت کرتا ہے کہ قرآن کو علی کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکا ہے، علامہ صاحب کی چیلنج کے حساب سے اگر یہ چیلنج درست ہے تو کیا یہ ثابت نہیں ہو رہا کہ علامہ طالب جوہری نے اپنی نو عدد مجالس محرم کی تقریروں کے مجموعہ والی کتاب میں اس نے قرآن سے جتنے بھی استدلال پیش کیے ہیں وہ اس کی ناسمجھی پر مبنی ہیں وہ اس لئے کہ علی کے علاوہ کسی نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں ہے اور جتنے بھی علی کے ہمعصر اور ہم سبق اصحاب رسول جن کیلئے اللہ نے فرمایا کہ یعلمھم الکتاب والحکمہ یعنی میرا بھیجا ہوا رسول انہیں حکمت بھری کتاب

کی تعلیم دیتا ہے، تو کیا اللہ کے منتخب کیے ہوئے رسول، معلم اور استاد کے اتنے سارے ہزاروں شاگردوں میں سے صرف ایک شاگرد سارے قرآن کو سمجھ سکا ہے باقی سارے فیل!!!

علامہ جوہری صاحب! آج کے دور میں اسکول کے بچوں میں سے اگر امتحان کے اندر صرف ایک شاگرد پاس ہو سکے اور کلاس کے دیگر جملہ شاگرد فیل ہو جائیں تو پرنسپل اس استاد کو تو بر بناء نااہلی کے ڈسچارج کر دیگا ڈسمس کر دیگا، علامہ جوہری صاحب! کچھ تو غور کرو! جو آپ اصحاب رسول سے نفرت کی بنیاد پر انہیں قرآن سے بے سمجھا قرار دینے کیلئے آپ ان کے استاد رسول اللہ کی بھی توہین کر رہے ہیں، صرف رسول اللہ ہی کی کیا آپ تو بغض صحابہ میں اللہ کی بھی توہین اور تنقیص کر رہے ہیں!! جس نے فرمایا ہے کہ **ولقد یسرنا القرآن لذکر فھل من مدکر** (۵۴-۲۲) یعنی "بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان بنایا ہوا ہے، پھر ہو کوئی جو سیکھے" جوہری صاحب آپ نے تو اصحاب رسول سے نفرت اور بغض کی حد کر دی، جو ایک علی کو قرآن سمجھنے والا قرار دینے کی چیلنج دیکر اللہ کے اعلان، الرحمان علم القرآن کو بھی ڈی گریڈ کر دیا، اور ایک علی میں اسے محدود کر دیا" اگر آپ کی چیلنج کو درست کہا جائے تو پھر یہ کتاب لوگوں کو نہ سمجھ میں آنے کی وجہ سے ھدی للناس کس طرح بن سکے گی؟ گویا کہ آپ تو قرآن میں کی ہوئی اللہ کی ایسی دعواؤں کو بھی جھٹلا رہے ہیں، اور آپ کی کتاب کے صفحہ ۲۸ کی اقتباس میں جو نوجوان کو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی اپیل ہے اس کے لحاظ سے آپ ہمیں سمجھائیں کہ محمد الرسول اللہ جیسے استاد کی تعلیم اور تدریس سے اگر ہزاروں شاگردوں میں صرف ایک شاگرد قرآن سمجھ پاتا ہے تو کیا، آپکی استادی میں جو لوگ قرآن سیکھیں گے آپ کے پاس جو قرآن پڑھیں گے تو رسول اللہ کے مدرسہ سے رسول کی استادی سے آپکا مدرسہ اور آپکی استادی زیادہ بہتر رزلٹ دے گی؟ آپ نے جو نوجوانوں کو اپیل کی ہے آخر وہ ضرور کسی کے شاگرد بنیں گے یا اگر شاگرد نا بھی بنیں کس کا ترجمہ یا تفسیر گھر بیٹھے بھی اگر پڑھیں گے تو وہ مترجم اور مفسر تو ان کا غائبانہ طور پر استاد ہوا، آپ تو رسول اللہ کی روبرو والی تعلیم اور تدریس کو ان مترجمین کے برابر بھی تسلیم نہیں کر رہے؟ میں دعوئی سے کہتا ہوں کہ علامہ صاحب! یہ

آپ کی چیلنج آپ کی قرآن سے دشمنی کا کھلا ہوا ثبوت ہے، آپ کی چیلنج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو کتاب محمد الرسول اللہ جیسا معلم اپنے شاگردوں کو روبرو نہیں سمجھا سکتا، وہ ایسے استاد کے سوا اکیلے پڑھنے سے کیا سمجھ میں آئیگی، یا چاہے کوئی اور استاد ہی کیوں نہ پڑھا ہے پھر بھی وہ رسول اللہ کے مقابلے میں تو کم ہی ہوگا" سو آپ کی اصحاب رسول سے نفرت اور دشمنی بھی اس لئے ہے کہ وہ قرآن کے خادم اور ترجمان تھے، آپ کی پہلے نمبر پر دشمنی قرآن سے ہے دوسرے نمبر پر حاملین قرآن سے، اس کا ثبوت ہم دے چکے ہیں کہ آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۵ پر لکھا ہے کہ "محمدؐ سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے۔ یہ آپ نے کیا کہہ دیا!! آپ کہہ رہے ہیں کہ محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے!! جوہری صاحب آؤ یہ مسئلہ بھی قرآن سے پوچھیں کہ اس کا کیا فرمان ہے" قرآن کا اعلان ہے کہ **قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ ولئن اتبعت اھو انھم بعد الذی جائک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر** (۲-۱۲۰) یعنی اعلان کر دو اے رسول! کہ ھدایت صرف اللہ کی ہے اور کتاب قرآن ہی **ھدی للناس** کتاب ہے (۲-۱۸۵) اگر آپ نے دشمنان قرآن کی خواہشات کا اتباع کیا علم وحی کے ملنے کے بعد، تو یاد رکھنا کہ تیرے لئے اللہ کے سوا کوئی ولی ملے گا نہ ہی کوئی مددگار = جناب جوہری صاحب اہل فارس کی عینک اتار کر اس کتاب کو غور سے پڑہیں اس آیت میں آپ کے قول کہ "محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں" اس آیت میں رد کیا ہے گیا ہے یہاں فرمایا گیا ہے کہ قرآن سے ہٹ کر محمد کچھ بھی نہیں "اگر یہ مفھوم اس آیت سے آپ کے عقل شریف میں نہ آیا ہو تو دوسری آیت ملاحظہ فرمائیں، **وَکذالک انزلناہ حکما عربیا، ولئن اتبعت اھوائھم من بعد ماجائک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق** (۱۳-۳۷) یعنی یہ عربی زبان میں آرڈر بھیج رہے ہیں کہ اگر (اے محمدؐ) تو نے ان دشمنوں کی خواہشات کی اتباع کی علم وحی ملنے کے بعد بھی تو تجھے اللہ کے احتساب سے نہ کوئی ولی مل سکے گا نہ ہی کوئی بچانے والا جناب جوہری صاحب یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ محمد کی جتنی بھی ہستی، حیثیت اور مرتبہ ہے وہ صرف اس قرآن کی وجہ سے

ہے قرآن سے ہٹ کر کوئی بھی کچھ نہیں، محمد بھی کچھ نہیں، محمد کی رسالت کا میسج، محمد کی نبوت کا بنیاد صرف قرآن ہے، قرآن نہ ہو تو کوئی بھی کچھ بھی نہیں ہے" میری اس عرضداشت کو صرف میری سمجھ کر غور نہ کریں جوہری صاحب! اس گذارش کا ماخذ بھی قرآن ہے کہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتک (۶۷-۵) یعنی آپ کی رسالت کا مدار ہی کلام ماانزل کے بلاغ پر ہے، اگر یہ عمل، بلاغ ماانزل نہ ہوا تو آپ نے گویا اللہ کی رسالت کو ہی نہیں پہنچایا"۔

جناب جوہری صاحب! آپ اور آپ کے سارے امامی فرقوں والے آپ کے ہمنوا قرآن کو ناکافی قرار دے رہے ہیں آپ نے تو سب کی وکالت کی کہ محمد سے ہٹ کر تنہا کتاب کافی نہیں ہے"۔ لیکن قرآن بھی چپ کرنے والی کتاب نہیں ہے وہ اپنے رسول کو ان جھنگل کی حویلی والوں کے متعلق اور رد قرآن میں امامی علوم ایجاد و ترتیب دینے والوں کے متعلق فرماتا ہے کہ ولئن اتبعت اھوائھم من بعد ماجائک من العلم انک اذالمن الظالمین (۱۴۵-۲) یعنی اے محمدؐ! اگر آپ نے قرآن کے ملنے کے بعد بھی ان دشمنان قرآن کی خواہشات کا اتباع کیا تو پھر تیرا شمار ظالموں میں سے کیا جائے گا" اب بتائیں جوہری صاحب کہ آپ کے قول کے مطابق ناکافی اور ناقص کتاب" اسے کافی اور کامل بنانے والے سے، اپنے حق میں خطاب کرسکتی ہے"۔ آگے پھر محمدؐ کی آڑ لیکر قرآن کو آپ نے نیشاپوریوں کا تابع بنایا ہوا ہے، جو کہ وہ لوگ آپ کے سر کا تاج ہیں "محترم علامہ جوہری صاحب! آپ تو عالم قرآن ہیں میں کیا عرض کروں کہ آپ دانستہ قرآن کو معنویت حدیث کے نام سے "تنہا کتاب کافی نہیں ہے" کا خنجر گھونپ رہے ہیں" رہی یہ بات کہ آپکی یہ دعوی کس طرح غلط ہے کہ "قرآن پر علی کے علاوہ کسی نے گفتگو نہیں کی" جناب علامہ جوہری صاحب! اللہ عزوجل آپ سے اور آپ کے سارے ہمنواؤں سے پوری انسان ذات سے خطاب فرماتا ہے فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکافرین (۸۹-۶) یعنی اللہ نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو اپنے علم وحی کا میراث رسالت کا وکیل بنایا ہوا ہے (۳۲-۳۵) اللہ کو

اپنے ان وکلاء قرآن پر اتنا تو ناز ہے، فخر ہے، اعتماد ہے، جو اللہ بھی چیلنج کے ساتھ علامہ جوہری اور اس کے ہمنواؤں کو بتا رہے ہیں کہ میرے وکلاء قرآن ایسے تو مضبوط ہیں اور بھروسہ کے لائق ہیں جو وہ کبھی بھی قرآن کے ساتھ کفر نہیں کریں گے تو اصل بات شروع ہوئی ہے علامہ جوہری کی لائی ہوئی (اصول کافی کی) اس حدیث سے کہ "قرآن پر علی کے علاوہ کسی نے گفتگو نہیں کی" جناب محترم علامہ صاحب! اگر یہ آپ کی حدیث صحیح ہے تو پھر اس سے تو لازم آتا ہے کہ اللہ نے جن اصحاب رسول کو بر بناء قوم اصحابیت رسول صحبت رسول اپنے قرآن کا وکیل بنایا تھا، اپنے قرآن کیلئے وکیل چنا تھا، اگر اللہ کے مقرر کردہ وکلا بھی اپنے مقدمہ پر گفتگو نہ کریں، نہ کرسکیں، اپنے مقدمہ کو بقول جوہری صاحب سمجھ بھی نہ پائیں، تو کوئی بتائے کہ اللہ کا ایسے وکلا کو مقدمہ حوالے کرنا، اللہ کا ایسی قوم کو وکیل بنانا، یہ تو معاذ اللہ، اللہ کے انتخاب پر حرف آتا ہے، جوہری صاحب کی حدیث کی وجہ سے۔ جناب علامہ جوہری صاحب! جن اصحاب رسول پر آپ الزام لگا رہے ہیں کہ قرآن پر علی کے علاوہ کسی نے گفتگو نہیں کی" اور گفتگو تو وہ کرے جو پہلے قرآن کو سمجھے" یعنی آپ اصحاب رسول کو قرآن سے ناسمجھ قرار دے رہے ہیں!! تو قرآن آپ سے اور آپ کے ہمنواؤں سے مخاطب ہے کہ بل ھو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم و ما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۴۹-۲۹) یعنی ہماری آیات بینات ان کے سینوں میں ہیں جو بڑے صاحب علم ہیں اور ان کو یہ علم بھی (ہماری طرف سے) دیا ہوا ہے، تو قرآن کے وکلا کو علامہ صاحب! کس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ گفتگو وہ کرے جو پہلے قرآن کو سمجھ لے" اب میں قارئین کی خدمت میں عرض گذار ہوں کہ آپ نے دیکھا کہ اللہ نے اصحاب رسول کو قرآن کا وکیل بھی قرار دیا اور انہیں اوتوا العلم کے منصب پر فائز بھی قرار دیا، اس کے بعد پھر بھی اگر کوئی اللہ کے وکیلوں کو کہے کہ انہوں نے قرآن سمجھا ہی نہیں تھا تو ایسے لوگوں کیلئے اللہ نے فرمادیا ہے کہ وما یجحد بآیاتنا الا الظالمون (۴۹-۲۹) ہماری آیات کا انکار کرنے وال ہماری آیات سے جھگڑنے والے بڑے ظالم ہیں" اور اس آیت سے دو آیتیں پہلے فرمایا کہ وما یجحد بآیاتنا الا الکافرون

(۴۷-۲۹) میں ان آیات کی روشنی میں علامہ جوہری صاحب کے ظالمانہ حملوں کے باوجود اس حقیقت کا معترف ہوں کہ علامہ صاحب رموز قرآن کے عالم ہیں، میرا یہ اعتراف اس حوالہ سے ہے کہ علامہ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶ پر اپنے سامعین کی حبدار برادری سے ایک جملہ کہنے کی اجازت لے کر بولا ہے ”کہ جیسے کلام، اللہ کا ہے، ویسے ہی ترتیب بھی اللہ کی دی ہوئی ہے“ جبکہ مروج ماجرا یہ ہے کہ میرے ساتھ کئی حبدار دانشور عالموں نے اور زیدی شیخ الحدیثوں نے بغیر نسوار کھائے عالم ہوش میں یہ دعوی کی ہے کہ موجودہ قرآن عثمانی بیاض ہے“ اپنے مضامین اور ترتیب سمیت اور میں اپنے ساتھ بحث کرنے والوں کی کیا بات کروں یہ دعوی تو علم حدیث کے سرخیل امام بخاری کی کتاب سے ثابت ہوتی ہے اس کے باوجود اگر علامہ جوہری صاحب قرآن کو عثمانی بیاض کے عوض اللہ کا کلام بھی تسلیم کرے اور اس کی موجودہ ترتیب بھی اللہ کی ترتیب قرار دے جبکہ یعقوب کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں اپنے اماموں کی فضیلت اور خصوصیت اس بنیاد پر پیش کی ہے کہ وہ ترتیب نزولی والے قرآن کے حافظ تھے (جس نزول کی ترتیب رسول اللہ نے لکھوائی ہی نہیں تھی کیونکہ اُز روء قرآن پہلے کاتب وحی تو خود رسول اللہ ہیں (۵-۲۵) یہ بھی خبر نہیں لگتی کہ فلسفہ تقیہ کے قائل لوگ کس کے ساتھ تقیہ کر رہے ہوتے ہیں، بہر حال ہم سے، دنیا والوں سے، تو لوگ تقیہ کر سکتے ہیں اللہ سے تو کوئی تقیہ نہیں کر سکتا۔ ان سب باتوں کے باوجود میں شکر گذار ہوں علامہ جوہری صاحب کا جس نے کم سے کم امام بخاری کے مقابلہ میں تو قرآن حکیم کو لغت قریش کے بجاء اللہ کا کلام قبول کیا ہے، ترتیب کے معاملہ میں بھی قرآن کی ترتیب کو اللہ کی دلائی ہوئی ترتیب فرما کر امام بخاری کو اس کی ایسی روایات کو رد کیا ہے، ان کے منہ پر مارا ہے۔

شکریہ جوہری صاحب!

☆☆☆